عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

امیر المؤمنین
سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
فضائل ومناقب

جلد: ۴۲ | ۴ تا ۱۸؍ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۳ جون تا ۷؍جولائی ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۲۵/۲۴

عشرۂ ذوالحجہ کی فضیلت

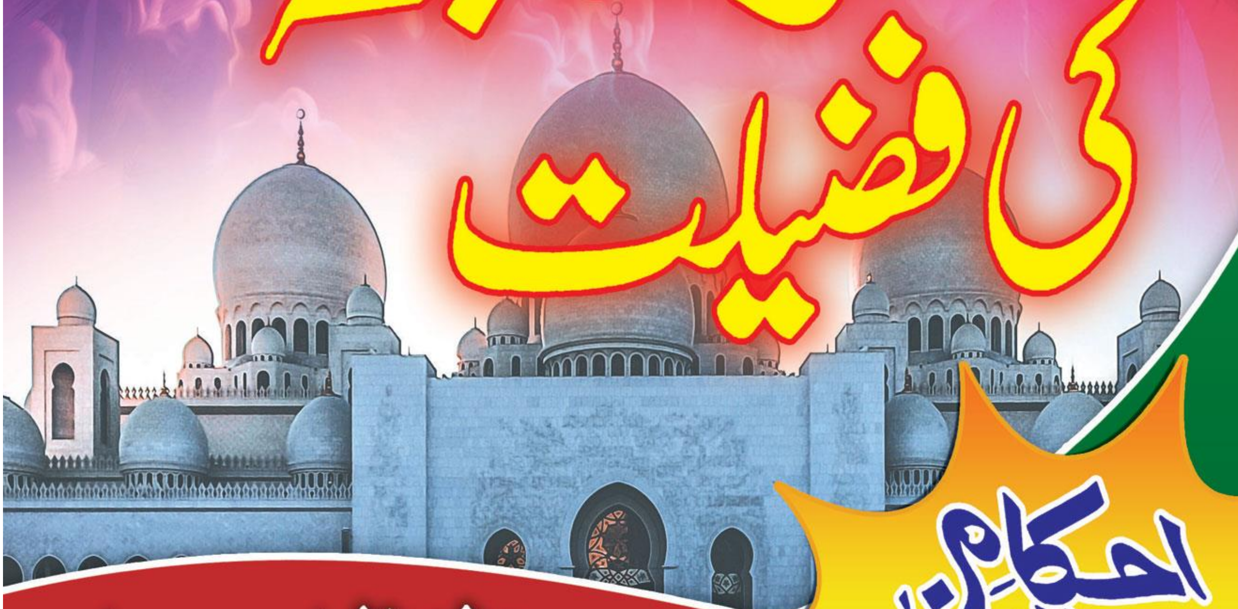

احکامِ عید الاضحیٰ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قربانی کے متفرق مسائل

س:......قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ کیا گھر کے ہر ہر فرد پر الگ الگ قربانی دینی ضروری ہے، یا مثلاً: ایک گھر میں آٹھ، دس افراد رہتے ہوں تو کیا ایک گائے سب کی طرف سے کافی ہوگی، یا کتنی قربانیاں دینی ہوں گی؟

ج:......قربانی واجب ہوتی ہے ہر عاقل، بالغ، مقیم، صاحبِ نصاب شخص پر جس کی ملکیت میں قربانی کے تین دنوں کے اندر اتنی مالیت موجود ہو کہ جس میں ساڑھے باون تولہ چاندی آجائے، خواہ نقدی ہو، سونا ہو، یا چاندی ہو، مالِ تجارت ہو، یا ضرورت سے زائد گھریلو ساز وسامان ہو۔ شرعاً ایسا شخص قربانی کے وجوب کے لئے صاحبِ نصاب کہلائے گا، خواہ یہ مرد ہو یا عورت ہو، اور ایک گھر میں اگر سب ہی اسی طرح صاحبِ نصاب ہوں تو ہر ایک پر الگ الگ قربانی واجب ہوگی۔

س:....اگر کسی کے پاس ضرورت سے زائد سامان موجود ہو اور وہ صاحبِ نصاب بن جائے، لیکن اس کے پاس قربانی کے لئے رقم موجود نہ ہو تو وہ قربانی کس طرح کرے؟ یا اگر کوئی نوکری وغیرہ نہ کرتا ہو اور اس پر قربانی بھی واجب ہو تو وہ کیسے قربانی کرے؟

ج:....جس شخص پر قربانی واجب ہو اس کے لئے قربانی کرنا ضروری ہے۔ اگر رقم نہیں ہے تو قرض لے کر قربانی کی جاسکتی ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ قربانی کے لئے کوئی گائے یا بکرا خریدا جائے بلکہ کسی گائے میں ایک حصہ بھی لے سکتے ہیں اور وقف قربانی میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

س:....ایک بیل قربانی کے لئے خریدا گیا، لیکن گاڑی سے اتارتے ہوئے اس کی ٹانگ زخمی ہوگئی اور وہ اب لنگڑا کر چلتا ہے تو کیا یہ جانور قربانی کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

ج:....اگر وہ تھوڑے سے لنگڑے پن کے باوجود چلنے پھرنے کے قابل ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔

س:.... کیا کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے؟ نفلی قربانی یا واجب قربانی دونوں کر سکتے ہیں؟

ج:....قربانی میں نیابت جائز ہے یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے، اگر اس کی اجازت ہو یا حکم ہو تو دوسرا شخص اس کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے۔ اس کی واجب قربانی ہو جائے گی، لیکن اگر بغیر اس کی اجازت کے اس کی طرف سے قربانی کی تو یہ اس کی واجب قربانی نہیں ہوگی، بلکہ واجب قربانی بدستور اس کے ذمہ باقی ہوگی۔ نفلی قربانی دوسرے کی طرف سے کر سکتے ہیں۔ اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے، والدین کی طرف سے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کی جائے، تو یہ بہت مبارک عمل ہے اور ان سب کو اس کا ثواب ان شاء اللہ! پہنچے گا، اور آپ کے اجر وثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

س:....قربانی کرنے کے بجائے اتنی رقم کسی ضرورت مند کو دے دینا کیسا ہے؟ یا قربانی کرنا ہی ضروری ہے؟

ج:....جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہو، اس کے ذمہ قربانی کرنا ہی ضروری ہے، کسی غریب کو پیسے دینے سے قربانی کا ثواب نہیں ملے گا اور نہ قربانی ادا ہوگی، بلکہ یہ شخص قربانی نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۴ تا ۱۸ / ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۳ / جون تا ۷ / جولائی ۲۰۲۳ء شمارہ:۲۴،۲۵

اس شمارے میں!

مولانا کی استقامت کو سلام	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
احکام عید الاضحیٰ	۷	مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
عشرۂ ذوالحجہ کی فضیلت	۱۰	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۱۲	ڈاکٹر سعید احمد صدیقی
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸	ڈاکٹر عبد الرحمٰن رأفت پاشا
مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا دورۂ کشمیر	۲۲	محمد عادل خورشید
مرزا قادیانی کے الہامات	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
موسم گرما سے متعلق شرعی ہدایات	۲۵	مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

ضروری اعلان

عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۲۴،۲۵ کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔
قارئین کرام و ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۴۰ فصل:.... ۳ھ کے غزوات

غزوۂ اُحد:

۴:....اسی سال شوال ۳ھ میں غزوۂ اُحد ہوا، جو تمام غزوات میں سب سے زیادہ دُشوار ثابت ہوا، جمہور اس پر متفق ہیں کہ غزوۂ اُحد شوال ۳ھ میں ہوا تھا، مگر تاریخ میں اختلاف ہے، صحیح تر اور مشہور تر قول یہ ہے بروز ہفتہ نصف شوال کو ہوا، بعض نے ۷ر، بعض نے ۱۱ر اور بعض نے ۸ر شوال بتائی ہے، ایک شاذ قول یہ ہے کہ غزوۂ اُحد ۴ھ میں ہوا۔

اُحد:.... مدینہ طیبہ کے قریب مشہور پہاڑ ہے، اس کے اوّل حصے کے درمیان اور بابِ بقیع کے درمیان دو میل اور ۷ / ۴ میل سے ذرا سا زیادہ فاصلہ ہے، جیسا کہ سید سمہودی نے تحریر کیا ہے، لہٰذا قسطلانی نے مواہب میں مدینہ سے جو ایک فرسخ (تین میل) لکھا ہے، اس میں کسر کو پورا میل شمار کرلیا گیا، اور دیگر حضرات نے مدینہ سے جو دو میل لکھا ہے انہوں نے کسر کو بالکلیہ ساقط کردیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے غزوۂ اُحد کی طرف ایک ہزار اَشخاص کی معیت میں نکلے، راستے ہی سے عبداللہ بن اُبیّ ابنِ سلول رئیس المنافقین تین سو منافقوں کو لے کر واپس لوٹ آیا، سات سو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے، پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے، ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ایک ابو بردہؓ کے پاس، باقی سب حضرات پاپیادہ تھے، اُدھر مشرکوں کی تعداد تین ہزار تھی، جن میں سات سو زرہ بند تھے، ان کے پاس دو سو گھوڑے اور تین ہزار اُونٹ تھے، اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنا قائم مقام ابنِ اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔

غزوۂ حمراء الاسد:

۵:.... اسی سال، شوال ہی میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد کے ایک دن بعد اِتوار ۱۶ر شوال کو غزوۂ حمراء الاسد کے لئے تشریف لے گئے، یہ مشہور قول ہے، بعض نے اس کی تاریخ ۹ر شوال وغیرہ بتائی ہے، یہ اختلاف غزوۂ اُحد کی تاریخ میں اختلاف پر مبنی ہے۔

حمراء الاسد:..... مدینہ سے آٹھ میل پر ایک جگہ ہے، ذُوالحُلیفہ کو جایئے تو بائیں ہاتھ آئے گی۔

جنگِ اُحد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان اور کفارِ قریش یہاں دوبارہ جمع ہوگئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سو ساٹھ صحابہؓ کو لے کر مقابلے کے لئے نکلے، مگر اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان اور اس کے لشکر کے دِلوں میں ایسا رُعب ڈالا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور مکہ جا کر دَم لیا، اس لئے مقابلہ نہیں ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تین دن قیام فرما کر مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا کی استقامت کو سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ہمارے اصل حکمران از قسم باجوہ، نیلہ دولہا کے فیض رجت کی دریافت نے ہمارے ملک کو جناب عمران خان نیازی (خرقہ خیل قبیلہ میانوالی) کے معروف کرکٹ کپتان جیسا وزیر اعظم مہیا کیا۔ جناب حکیم محمد سعید کراچی، جناب ڈاکٹر اسرار احمد اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب تینوں حضرات نے قرار دیا کہ عمران خان امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے یہودی لابی کے کارپرداز ہیں۔ یہ پاکستان کے مفادات کی بجائے اپنے آقاؤں کے ان ایجنڈوں پر کام کریں گے۔ (۱) اسرائیل کو تسلیم کرانا (۲) پاکستان کے اسلامی تشخص کو برباد کرکے مادر پدر آزاد نوجوان نسل کی تیاری وتشکیل (۳) پاکستان کے آئین سے اسلامی شقوں بالخصوص قادیانیت سے متعلق ترامیم کو کالعدم یا بے اثر قرار دینا۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے ان کو لایا گیا ہے۔

جناب حکیم صاحب اور ڈاکٹر اسرار احمد تو اس حادثہ کو برداشت نہ کر سکے اور اللہ رب العزت کے حضور چل دیئے۔ مگر روز اول سے آج تک جس جرأت واستقلال، استقامت وثابت قدمی کے ساتھ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم اپنے موقف پر قائم اور پہاڑ کی طرح ڈٹے ہوئے ہیں ان کی استقامت تاریخ کا سنہری باب ہے۔ ہمارے بعض علماء ریاستِ مدینہ کے پُرفریب نعرہ پر فدائے عمران ہوگئے اور بعض نے تو اتنا سفر طے کرلیا کہ ان کے لئے اب واپسی ہزار پشیمانیوں کا باعث ہے۔ عدت گزارنے کا انتظار نہ کرنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید۔

گیلانی خاندان ملتان کا پرانا سیاسی خاندان ہے۔ جن کی سیاسی حس اتنی تیز ہے کہ ہوا کا رخ دیکھ کر وہ پیشگی اپنا قبلہ رخ بیت الارباب کی طرف کر لیتے ہیں اور اس امر میں وہ یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ اس خاندان کے ایک نامور سیاسی رہنما جناب ...... کے ملنے والے ایک رہنما نے بتایا کہ میں نے ...... صاحب سے مزاحاً دریافت کیا کہ آپ اس بار عمران خان کی طرف نہیں گئے ''مرغ بادنما'' نے صحیح سمت متعین کرنے میں مستعدی نہیں دکھلائی؟ تو جناب ...... گیلانی صاحب نے فرمایا کہ نہیں! میں نے حالات کا رخ دیکھا، ان کے ہاں جانے کا خیال کیا مگر ''مجھے تو پورا ربوہ عمران خان کے گردوپیش کھڑا نظر آیا'' تو میں نے عمداً ارادہ بدل لیا۔ واقعہ ہے کہ عمران خان کے آنے پر جس طرح کفر نے آزادانہ ماحول پا کر پر پرزے نکالے۔ وہ ایک مستقل گوشہ فکر ہے۔

جناب عمران خان کا اوّل سے آخر تک جولب ولہجہ رہا۔ تو تو، میں میں، اوے توے، نہیں چھوڑوں گا، اکیلا کافی ہوں، تم ایسے، تم ویسے، چور، ڈاکو، لٹیرے۔ پناہ بخدا اس لب ولہجہ اور طرز تخاطب کے تصور سے پردہ اخلاق پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے کہ یہ ملک کے پرائم منسٹر کے فرمودات کا رنگ ڈھنگ ہے تو بیرونی دنیا میں ہمارے ملک کے بارے میں کیا تاثر قائم ہوگا۔ ہوٹنگ، استہزا، ناچ گانا، جسموں کا تھرکنا، کندھے ہلانے، اوپر، نیچے کے زاویے، حصہ اعلیٰ واسفل کے پہاڑ وغار، مستانی اور عریاں اداکاریاں، بڑوں کی پگڑی اور گریبان سے کھیلنا، مخلوط اجتماعات کے برہنہ مناظر، ہزاروں جوانوں میں بنت حوّا کا اپنا کرتا اتار کر سینہ کے ابھار کا جوار بھاٹا لانا، مساجد سے بیزاری، دین دشمنی، شعائر کی اہانت، اپنے آئیڈیل کو مقدس بنانے کے لئے واضح طور پر مقدسیات کے تقدس کو پاؤں تلے روندنا۔ اس طرح کے بار بار مناظر دیکھنے کو ملے کہ جن کے بعد چار سُو اندھیرا چھانے لگا۔

مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم کی بیدار مغز سوچ کو سلام، آپ نے پہلے دن سے جس مؤقف کا علم بلند کیا، روز بروز اسے بلند سے بلند تر کرتے گئے۔ لوگ ملتے گئے کارواں بنتا گیا۔ جناب عمران خان نے جارحانہ رویہ اپنایا، اسے پذیرائی بھی ملی۔ اس کو دیکھ کر بیرونی آقاؤں نے اس کو اتنا پمپ کیا کہ اس پر توشہ خانہ، غیر ملکی فنڈنگ، القادر ٹرسٹ سمیت کرپشن کے کیس قائم ہوئے۔ اس کے باوجود بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے وہ اتنے آگے بڑھے کہ واپسی کے راستے خود مسدود کردیئے۔ ادھر سعودی عرب، ایران، پاکستان، افغانستان، چین نے یکجہتی کا روپ دھارا۔ امریکہ بہادر سی پیک کے مسئلہ پر پہلے سے پاکستان پر غضب ناک تھا اس خطے کے نئے روپ پر آتش زیر پا ہوگیا۔ اس نے اشارہ کیا، کٹھ پتلی نے زقند لگائی کہ ۹ رمئی کا حادثہ ہوگیا۔ افواج کی تنصیبات اور شہداء کی یادگاروں کو بھسم کیا گیا، سرکاری گاڑیوں کو نذر آتش کیا، مسجد کو پھونک دیا گیا۔ قائد اعظم ہاؤس کو آگ لگا دی گئی۔ کلمہ اسلام کے بورڈوں پر ڈنڈے برسائے گئے۔

عمران خان کے لانے والوں کو اس حد تک اس کے جانے کی توقع نہ تھی۔ وہ چیخ اٹھے کہ افواج پاکستان کے ساتھ یہ رویہ تو ازلی دشمن اختیار نہ کرسکا جو اس پالتو نے کردیا ہے۔ جناب عمران خان کی تیار کردہ نئی نسل کے خلاف، ملکی قانون نے اپنا راستہ بنانا شروع کیا تو ایوان عدل کے مخصوص و متعین، تین رکنی، پانچ رکنی، سات رکنی فیکس بینچ بار بار عدل کے محفوظ راستے عمران خان کو مہیا کرتے رہے۔ سپریم کورٹ کے سینئر ترین جج کو جس طرح کارنر کیا گیا اس کے لئے اخلاقی جواز تلاش کرنا تو درکنار قانونی جواز تراشنا بھی دوبھر ہوگیا۔ ادھر کال پر کال پکڑے جانے کے عمل نے راز اگلنے کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ اس چانن کو جس نے دیکھا خیرہ چشم ہوگیا۔ فوج کی تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا تو آرمی ایکٹ اور فوجی عدالتوں نے میدان میں اترنے کا فیصلہ کیا۔ اب جو کن ٹٹے، دانہ چگنے کے لئے جن اشاروں پر آئے تھے، انہوں نے انہیں اشاروں پر واپسی کی اڑان کا ریکارڈ قائم کیا۔ یہ ''آنیاں جانیاں'' دیکھ کر دنیا حیران و دم بخود ہوگئی۔ آستان کے آستان خالی ہوگئے۔ آشیانے ویران کیا ہوئے کہ الّوؤں نے پناہ بخدا کے ترانے بلند کرنے شروع کردیئے۔ ادھر عمران خان نے مذاکراتی ٹیم کا اعلان کیا، ادھر دوسری جانب سے صدا برنخواست کا معاملہ ہوا۔ اس کو کہتے ہیں: بڑے بے آبرو ہوکر تیرے کوچہ سے ہم نکلے۔

قوت، قانون، صدارت، وزارت، قوت نافذہ، انصاف سب نے اپنی پیشانی سے پشیمانی کا پسینہ پونچھنا شروع کیا۔ آج ۷ رجون کو فارمیشن کمانڈرز کانفرنس نے اعلان کردیا کہ ''۹ رمئی کے ماسٹر مائنڈ کو قانون کی مضبوط گرفت میں لایا جائے گا۔ انسانی حقوق کی فرضی خلاف ورزیوں کے پیچھے ان کو نہیں چھپنے دیا جائے گا۔'' عمران خان کو لانے والے اب فرانس کے بند گھروں کی سیڑھیوں پر ایک رکنی عوامی غضب کو پشت دکھا کر منہ چھپانے کا ریکارڈ قائم کرنے کی دوڑ لگا رہے ہیں: کاشکے ترا مادر نہ زادے!

شہدائے وطن کو بے آبرو کرنے والوں کو کون لایا؟ تشخیص تو الم نشرح ہوچکی، اس کا علاج تجویز نہیں کیا جارہا۔ آئی۔ ایم۔ ایف امریکہ بہادر کی پالیسی کو فالو نہ کرنے کے جرم میں پاکستان کو بے یقینی کی صلیب پر لٹکائے ہوئے ہے۔ اس تمام تر صورت حال کو سامنے رکھیں اور پھر فارمیشن کمانڈرز کانفرنس کا یہ اعلان پڑھیں کہ ۹ رمئی کے ماسٹر مائنڈ کو قانون کی مضبوط گرفت میں لایا جائے گا۔ کھیل ختم پیسہ ہضم!

جہانگیر ترین کی استحکام پاکستان پارٹی کا تولد، زرداری صاحب کی پیپلز پارٹی کی نئی بساط، چوہدری شجاعت کی بیماری، چوہدری پرویز الٰہی کی گرفتاری...... جناب عمران خان کو رات ایک بجے معدہ کا درد۔ کہتے ہیں جوارش زرعونی عنبری معدہ کی طاقت اور پیشاب کی کثرت کی روک کے لئے اکسیر ہے۔ کشتہ بیضہ مرغ بھی شامل کرلیں تو تیر بہدف۔ ورنہ ککڑوں کوں تو یقینی ہے، خبر ہے کہ مرغی کا گوشت چھ سو چالیس روپے ہوگیا ہے، چار سو بیس کے عادی، آٹھ سو چالیس کے عادی ہوجائیں تو: انجام گلستان کیا ہوگا؟

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

احکام عیدالاضحیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے عشرۂ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں' ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے۔(ترمذی وابن ماجہ)

قرآن مجید کی سورۂ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے' وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرہ ذوالحجہ کی راتیں ہیں' خصوصاً نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن اور عرفہ اور عید کی درمیانی رات ان تمام ایام میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق:

"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد"

عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد با آواز بلند ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے' فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں' اسی طرح مرد و عورت دونوں پر واجب ہے' البتہ عورت با آواز بلند تکبیر نہ کہے۔(شامی)

تنبیہ:

اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے' بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں' پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں' اس کی اصلاح ضروری ہے۔

اعمال مسنونہ:

عیدالاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں:

صبح کو سویرے اٹھنا' غسل و مسواک کرنا' پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا' خوشبو لگانا عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا' عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکورہ الصدر با آواز بلند کہنا۔

قربانی:

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے' زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا' مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے' اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے' بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔سورۂ کوثر "انا اعطینک الکوثر" میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی' قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے "فصلِ لربک وانحر" کا یہی مفہوم ہے دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان فرمایا ہے:

"ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔" (تفسیر ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا' ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔(ترمذی)

جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ مکرمہ کے لئے مخصوص نہیں' ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط واجب ہے' اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے' اسی لئے جمہور اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔(شامی)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟

قربانی ہر مسلمان عاقل' بالغ مقیم پر واجب ہوتی ہے' جس کی مِلک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو' یہ مال خواہ سونا' چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔(شامی)

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں' بچہ اور مجنون کی مِلک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں' اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی

قربانی لازم نہیں۔(شامی)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔(شامی)

قربانی کے دن:

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے' دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں' قربانی کے دن ذوالحجہ کی دسویں' گیارہویں' بارہویں تاریخیں ہیں' اس میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے' البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات:

اگر قربانی کے دن گزر گئے' ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے' لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا' ہمیشہ گناہگار رہے گا' کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے' جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی' زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا' ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاق صحابہ کرامؓ اس پر شاہد ہیں۔

قربانی کا وقت:

جن بستیوں یا شہروں میں نماز جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں' اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں' یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں' ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہوسکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔(درمختار)

مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔(شامی)

قربانی کے جانور:

بکرا' دنبہ' بھیڑ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے' گائے' بیل' بھینس' اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے' بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو' کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

مسئلہ: بکرا' بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے' بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے' گائے' بیل' بھینس دو سال کی' اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے' ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ: اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی درست ہے' ہاں سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔(شامی)

مسئلہ: خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔(شامی)

مسئلہ: اندھے' کانے' لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں' اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جاسکے تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔(شامی)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں' اس کی قربانی جائز نہیں۔

(شامی' درمختار)

اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا' پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہوگیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔(درمختار وغیرہ)

قربانی کا مسنون طریقہ:

اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے' اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کراسکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے' زبان سے کہنا ضروری نہیں' البتہ ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کے لئے روبہ قبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

"انی وجھت وجھی للذی فطر السموت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی

ومحیای ومماتی للّٰہ رب العٰلمین۔“

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

”اللّٰھم تقبلہ منی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراھیم علیھما السلام۔“

آدابِ قربانی:

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں‘ اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے‘ جب تک کہ پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔(بدائع)

متفرق مسائل:

(شہر میں) عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں‘ لیکن جس شہر میں کئی جگہ نماز عید ہوتی ہو تو شہر میں کسی ایک جگہ بھی نماز عید ہوگئی تو پورے شہر میں قربانی جائز ہوجاتی ہے۔(بدائع)

مسئلہ: قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کردینا چاہئے۔(بدائع)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب تھی‘ اگر اس نے قربانی کا جانور خریدلیا‘ پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اگر دوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کردے‘ لیکن اس پر قربانی واجب نہ تھی‘ نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خریدلیا‘ پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں‘ ہاں اگر گمشدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے‘ تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایام قربانی کے بعد ملے تو اس جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(بدائع)

قربانی کا گوشت:

۱:......جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے‘ اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

۲:......افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کرکے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے‘ ایک حصہ احباب واعزہ میں تقسیم کرے‘ ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

۳:......قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

۴:......ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں‘ اُجرت علیحدہ دینی چاہئے۔

قربانی کی کھال:

۱:......قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلّٰی بنالیا جائے‘ یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنالیا جائے‘ یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں‘ بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بدوں صدقہ کے بھی جائز نہیں۔(عالمگیری)

۲:......قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں‘ اس لئے مسجد کے موذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں۔

۳:...... مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلبا ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین کی خدمت بھی‘ مگر مدرسین وملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں (یہی مسئلہ دیگر دینی تنظیموں اور اداروں کے بارے میں بھی ہے)۔

☆☆ .... ☆☆

ختم نبوت کانفرنس، گڑھ مہاراجہ

جامع مسجد سید الکونین کے خطیب مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ ہیں۔ آپ نے ۵/جون ۲۰۲۳ء کو مغرب کی نماز کے بعد اپنی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس رکھی۔ جس میں تلاوت کے بعد جھنگ سے آئے ہوئے مہمان جناب عبدالمنان قادری نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایک بنیادی واساسی عقیدہ ہے، اس پر غیر مشروط ایمان لائے بغیر آدمی مسلمان نہیں کہلاسکتا، چاہے وہ ساری رات مصلّٰی پر کھڑے ہوکر گزار دے، ساری زندگی روزے رکھے، حج وعمرہ کرے۔ غرضیکہ نیکی کے تمام کام کرے، لیکن جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کا آخری نبی نہ مانے اس کی کوئی نیکی قابل قبول نہیں۔ کانفرنس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عشرۂ ذوالحجہ کی فضیلت!

بیان:.... حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

چونکہ ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور عشرہ ذوالحجہ کا آغاز ہے، اس لیے خیال ہوا کہ کچھ باتیں اسی عشرہ ذوالحجہ کے متعلق عرض کردی جائیں، یہ عشرہ جو یکم ذوالحجہ سے شروع ہوا، اور دس ذوالحجہ پر جس کی انتہا ہوگی، یہ سال کے بارہ مہینوں میں بڑی ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اور پارۂ عم میں سورۂ فجر ہے: ”وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ“ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے، اللہ تعالیٰ کو کسی بات کا یقین دلانے کے لیے قسم کھانے کی ضرورت نہیں، لیکن کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کا قسم کھانا اس چیز کی عزت اور حرمت پر دلالت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ فجر میں جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، اس کے بارے میں مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ اس سے ان دس راتوں کی عزت، عظمت اور حرمت کی نشان دہی ہوتی ہے۔

دس ایام کی فضیلت: اور خود نبی کریم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ارشاد میں واضح طور پر ان دس ایام کی اہمیت اور فضیلت بیان فرمائی ہے، یہاں تک فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کے اعمال کسی دوسرے دن میں اتنے محبوب نہیں ہیں جتنے ان دس دنوں میں محبوب ہیں، خواہ وہ عبادت نفلی نماز ہو، ذکر یا تسبیح ہو، یا صدقہ خیرات ہو، اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ان ایام میں کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے تو ایک روزہ ثواب کے اعتبار سے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، یعنی ایک روزے کا ثواب بڑھا کر ایک سال کے روزوں کے ثواب کے برابر کردیا جاتا ہے، اور فرمایا ان دس راتوں میں ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے، یعنی اگر ان راتوں میں سے کسی بھی ایک رات میں عبادت کی توفیق ہوگئی تو گویا کہ اس کو لیلۃ القدر میں عبادت کی توفیق ہوگئی، اس عشرۂ ذوالحجہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنا بڑا درجہ عطا فرمایا ہے۔

ان ایام کی دو خاص عبادتیں: اور ان ایام کی اس سے بڑی اور کیا فضیلت ہوگی کہ وہ عبادتیں جو سال بھر کے دوسرے ایام میں انجام نہیں دی جاسکتیں، ان کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی زمانے کو منتخب فرمایا ہے، مثلاً حج ایک ایسی عبادت ہے جو ان ایام کے علاوہ دوسرے ایام میں انجام نہیں دی جاسکتی اور دوسری عبادتوں کا یہ حال ہے کہ فرائض کے علاوہ جب چاہے نفلی عبادت کرسکتا ہے مثلاً نماز پانچ وقت کی فرض ہے لیکن ان کے علاوہ جب چاہے نفلی نماز پڑھنے کی اجازت ہے، رمضان میں روزہ فرض ہے، لیکن نفلی روزہ جب چاہے رکھیں، زکوۃ سال میں ایک مرتبہ فرض ہے لیکن نفلی صدقہ جب چاہیں ادا کردیں، لیکن دو عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر فرمادیا ہے، ان اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں اگر ان عبادتوں کو کیا جائے گا تو وہ عبادت ہی شمار نہیں ہوگی، ان میں سے ایک عبادت حج ہے، حج کے ارکان مثلاً عرفات میں جا کر ٹھہرنا، مزدلفہ میں رات گزارنا، جمرات کی رمی کرنا وغیرہ یہ ارکان واعمال ایسے ہیں کہ اگر انہی ایام میں ان کو انجام دیا جائے تو عبادت ہے دوسرے دنوں میں اگر کوئی شخص عرفات میں دس دن ٹھہرے تو یہ کوئی عبادت نہیں، دوسرے دنوں میں کوئی شخص مزدلفہ میں جا کر دس راتیں گزارے تو یہ کوئی عبادت نہیں، جمرات سال بھر کے بارہ مہینے تک منیٰ میں کھڑے ہیں، لیکن دوسرے ایام میں کوئی شخص جا کر ان کو کنکریاں ماردے تو یہ کوئی عبادت نہیں، تو حج جیسی اہم عبادت کے لے اللہ تعالیٰ نے ان ہی ایام کو مقرر فرمادیا، اگر بیت اللہ کا حج ان ایام میں انجام دو گے تو عبادت ہوگی اور اس پر ثواب ملے گا۔

دوسری عبادت قربانی ہے، قربانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذوالحجہ کے تین دن یعنی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ کے مقرر فرمادیئے ہیں، ان ایام کے علاوہ اگر کوئی شخص قربانی کی عبادت کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، حتی کہ اگر نفلی قربانی کرنا چاہے تو وہ

بھی نہیں کرسکتا، البتہ اگر کوئی شخص صدقہ کرنا چاہے تو بکرا ذبح کرکے اس کا گوشت صدقہ کرسکتا ہے لیکن یہ قربانی کی عبادت ان تین دنوں کے سوا کسی اور دن میں انجام نہیں پاسکتی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس زمانے کو یہ امتیاز بخشا ہے، اسی وجہ سے علماء کرام نے ان احادیث کی روشنی میں یہ لکھا ہے کہ رمضان المبارک کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے ایام عشرۂ ذوالحجہ کے ایام ہیں۔ ان عبادتوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ان ایام میں اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ لیکن کچھ چیزیں خاص طور پر شارع کی طرف سے ان ایام میں مقرر کردی گئی ہیں، ان کو بیان کردینا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بال اور ناخن نہ کاٹنے کا حکم: ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی جو حکم سب سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوجاتا ہے، وہ ایک عجیب وغریب حکم ہے، وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کسی کو قربانی کرنی ہو تو جس وقت وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھے اس کے بعد اس کے لیے بال کاٹنا اور ناخن کاٹنا درست نہیں، چونکہ یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، اس واسطے اس عمل کو مستحب قرار دیا گیا ہے کہ آدمی اپنے ناخن اور بال اس وقت تک نہ کاٹے جب تک قربانی نہ کرلے۔

ان کے ساتھ تھوڑی سی شباہت اختیار کرلو: بظاہر یہ حکم عجیب وغریب معلوم ہوتا ہے کہ چاند دیکھ کر بال اور ناخن کاٹنے سے منع کردیا گیا ہے، لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ان ایام میں اللہ تعالیٰ نے حج کی عظیم الشان عبادت مقرر فرمائی، اور مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد الحمدللہ اس وقت اس عبادت سے بہرہ اندوز ہورہی ہے، اس وقت وہاں یہ حال ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ کے اندر ایک ایسا مقناطیس لگا ہوا ہے، جو چاروں طرف سے فرزندانِ توحید کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، ہر لمحے ہزاروں افراد اطرافِ عالم سے وہاں پہنچ رہے ہیں اور بیت اللہ کے اردگرد جمع ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حج بیت اللہ کی ادائیگی کی یہ سعادت بخشی ہے، ان حضرات کے لیے یہ حکم ہے کہ جب وہ بیت اللہ شریف کی طرف جائیں تو وہ بیت اللہ کی وردی یعنی احرام پہن کر جائیں، اور پھر احرام کے اندر شریعت نے بہت سی پابندیاں عائد کردیں، مثلاً یہ کہ سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتے، خوشبو نہیں لگاسکتے، منہ نہیں ڈھانپ سکتے وغیرہ، ان میں سے ایک پابندی یہ ہے کہ بال اور ناخن نہیں کاٹ سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اور ان لوگوں پر جو بیت اللہ کے پاس حاضر نہیں ہیں اور حج بیت اللہ کی عبادت میں شریک نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کے کرم کو متوجہ فرمانے اور ان کی رحمت کا مورد بنانے کے لیے یہ فرمادیا کہ ان حجاج بیت اللہ کے ساتھ تھوڑی سے مشابہت اختیار کرلو، تھوڑی سی ان کی شباہت اپنے اندر پیدا کرلو، جس طرح وہ بال نہیں کاٹ رہے ہیں، تم بھی مت کاٹو، جس طرح وہ ناخن نہیں کاٹ رہے ہیں تم بھی مت کاٹو، یہ ان اللہ کے بندوں کے ساتھ شباہت پیدا کردی جو اس وقت حج بیت اللہ کی عظیم سعادت سے بہرہ اندوز ہورہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانیں ڈھونڈتی ہے: اور ہمارے حضرت والا قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں بہانے ڈھونڈتی ہیں، جب ہمیں یہ حکم دیا کہ ان کی مشابہت اختیار کرلو، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پر جو رحمتیں نازل فرمانا منظور ہے، اس کا کچھ حصہ تمہیں بھی عطا فرمانا چاہتے ہیں، تاکہ جس وقت عرفات کے میدان میں ان اللہ کے بندوں پر رحمت کی بارشیں برسیں اس کی بدلی کا کوئی ٹکڑا ہم پر بھی رحمت برسادے، تو یہ شباہت پیدا کرنا بھی بڑی نعمت ہے، اور ہمارے حضرت والا حضرت مجذوب صاحبؒ کا یہ شعر بکثرت پڑھا کرتے تھے کہ:

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کر آیا ہوں

کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صورت کی برکت سے حقیقت میں تبدیل فرمادے اور اس رحمت کی جو گھٹائیں وہاں برسیں گی، ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ہم اور آپ اس سے محروم نہیں رہیں گے۔

تھوڑے سے دھیان اور توجہ کی ضرورت ہے: ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق تو یہ تھا کہ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اس بناء پر محروم فرمادیں گے کہ ایک شخص کے پاس جانے کے لیے پیسے نہیں ہیں؟ کیا اس واسطے اس کو عرفات کی رحمتوں سے محروم فرمادیں گے کہ اس کو حالات نے جانے کی اجازت نہیں دی، اور اس واسطے وہ نہیں جاسکا، ایسا نہیں ہے، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو بھی اس رحمت میں شامل فرمانا چاہتے ہیں البتہ تھوڑی سی توجہ اور دھیان کی بات ہے، بس تھوڑی سی توجہ کرلو کہ میں تھوڑی سی شباہت پیدا کررہا ہوں، اور اپنی صورت تھوڑی سی ان جیسی بنارہا ہوں تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ

اپنے فضل سے ہمیں بھی اس رحمت میں شامل فرمادیں گے۔

یوم عرفہ کا روزہ: دوسری چیز یہ ہے کہ یہ ایام اتنی فضیلت والے ہیں کہ ان ایام میں ایک روزہ ثواب کے اعتبار سے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، اور ایک رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے، اس سے اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ ایک مسلمان جتنا بھی ان ایام میں نیک اعمال اور عبادت کرسکتا ہے وہ ضرور کرے اور نو ذوالحجہ کا دن عرفہ کا دن ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے حجاج کے لیے حج کا عظیم الشان رکن یعنی وقوف عرفہ تجویز فرمایا، اور ہمارے لیے خاص اس نویں تاریخ کو نفلی روزہ مقرر فرمایا، اور اس روزے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن جو شخص روزہ رکھے تو مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔

صرف گناہ صغیرہ معاف ہوتے ہیں: یہاں یہ بات بھی عرض کردوں کہ جب اس قسم کی حدیثیں آتی ہیں کہ ایک سال پہلے کے گناہ معاف ہوگئے اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف ہوگئے، تو بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کرہی دیئے ہیں اور ایک سال آئندہ کے بھی گناہ معاف فرمادیئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سال بھر کے لیے چھٹی ہوگئی، جو چاہیں کریں، سب گناہ معاف ہیں تو خوب سمجھ لیجئے جن جن اعمال کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ گناہوں کو معاف کرنے والے اعمال ہیں مثلاً وضو کرنے پر عضو کو دھوتے وقت اس عضو کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، نماز پڑھنے کے لیے جب انسان مسجد کی طرف چلتا ہے تو ہر ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے، اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے، رمضان کے روزوں کے بارے میں فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، یاد رکھئے کہ اس قسم کی تمام احادیث میں گناہوں سے مراد گناہ صغیرہ ہوتے ہیں، اور جہاں تک کبیرہ گناہوں کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں قانون یہ ہے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، ویسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کسی کے کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے بھی بخش دیں گے، وہ الگ بات ہے، لیکن قانون یہ ہے کہ جب تک توبہ نہیں کرلے گا، معاف نہیں ہوں گے اور پھر توبہ سے بھی وہ گناہِ کبیرہ معاف ہوتے ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو، اور اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے، مثلاً کسی کا حق دبالیا کسی کا حق مارلیا ہے، کسی کی حق تلفی کرلی ہے، اس کے بارے میں قانون یہ ہے کہ جب تک صاحبِ حق کو اس کا حق ادا نہ کردے یا اس سے معاف نہ کرالے، اس وقت تک معاف نہیں ہوں گے، لہٰذا یہ تمام فضیلت والی احادیث جن میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، وہ صغیرہ گناہوں کی معافی سے متعلق ہیں۔

تکبیر تشریق: ان ایام میں تیسرا عمل تکبیر تشریق ہے، جو عرفہ کے دن کی نماز فجر سے شروع ہوکر ۱۳ رتاریخ کی عصر تک جاری رہتی ہے، اور یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب قرار دیا گیا ہے، وہ تکبیر یہ ہے کہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' اور مردوں کے لیے اسے بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے، اور آہستہ آواز سے پڑھنا خلاف سنت ہے۔

گنگا الٹی بہنے لگی ہے: ہمارے یہاں ہر چیز میں ایسی الٹی گنگا بہنے لگی ہے کہ جن چیزوں کے بارے میں شریعت نے کہا ہے کہ آہستہ آواز سے کہو، ان چیزوں میں تو لوگ شور مچا کر بلند آواز سے پڑھتے ہیں: مثلاً دعا کرنا ہے، قرآن کریم میں دعا کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

''اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً۔''

(الاعراف:۵۵)

کہ آہستہ اور تضرع کے ساتھ اپنے رب کو پکارو اور آہستہ دعا کرو، چنانچہ بلند آواز سے دعا کرنے کے بجائے آہستہ آواز سے دعا کرنا افضل ہے، اور اسی دعا کا ایک حصہ درود شریف بھی ہے، اور اس کو بھی آہستہ سے پڑھنا زیادہ افضل ہے، اس میں تو لوگوں نے اپنی طرف سے شور مچانے کا طریقہ اختیار کرلیا، اور جن چیزوں کے بارے میں شریعت نے کہا تھا کہ بلند آواز سے کہو، مثلاً تکبیر تشریق، جو ہر نماز کے بعد بلند آواز سے کہنی چاہئے اس کے پڑھنے کے وقت آواز ہی نہیں نکلتی، اور آہستہ سے پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔

شوکت اسلام کا مظاہرہ: میرے والد ماجد قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تکبیر تشریق رکھی ہی اس لیے گئی ہے کہ اس سے شوکتِ اسلام کا مظاہرہ ہو، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد مسجد اس تکبیر سے گونج اٹھے، لہٰذا اس کو بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔

اسی طرح عیدالاضحیٰ کی نماز کے لیے جا

رہے ہوں تو اس میں بھی مسنون یہ ہے کہ راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہتے جائیں، البتہ عیدالفطر میں آہستہ آواز سے کہنی چاہئے۔

تکبیر تشریق خواتین پر بھی واجب ہے:

یہ تکبیر تشریق خواتین کے لیے بھی مشروع ہے، اور اس میں عام طور پر بڑی کوتاہی ہوتی ہے، اور خواتین کو یہ تکبیر پڑھنا یاد ہی نہیں رہتا، مرد حضرات تو چونکہ مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں، اور جب سلام کے بعد تکبیر تشریق کہی جاتی ہے تو یاد آجاتا ہے، اور وہ کہہ لیتے ہیں، لیکن خواتین میں اس کا رواج بہت کم ہے اور عام طور پر خواتین اس کو نہیں پڑھتیں، اگرچہ خواتین پر واجب ہونے کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں، بعض علماء کہتے ہیں کہ واجب ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ خواتین پر واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، صرف مردوں پر واجب ہے، لیکن زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خواتین پر بھی یہ تکبیر واجب ہے ان کو بھی پانچ روز تک، یوم عرفہ کی فجر سے تیرہ تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد یہ تکبیر کہنی چاہئے اور خواتین کو یہ مسئلہ بتانا چاہئے اور چونکہ خواتین کو اس کا پڑھنا یاد نہیں رہتا، اس لیے میں کہا کرتا ہوں کہ خواتین گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہیں، وہاں یہ دعا لکھ کر لگالیں تاکہ ان کو یہ تکبیر یاد آجائے، اور سلام کے بعد کہہ لیں، اس لیے کہ صحیح قول کے مطابق عورتوں پر بھی ایک مرتبہ اس تسبیح کا پڑھنا واجب ہے۔

قربانی دوسرے ایام میں نہیں ہوسکتی:

اور پھر چوتھا اور سب سے افضل عمل جو اللہ تعالیٰ نے ایام ذوالحجہ میں مقرر فرمایا ہے وہ قربانی کا عمل ہے، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ عمل سال کے دوسرے ایام میں انجام نہیں دیا جاسکتا، صرف ذوالحجہ کی ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ تاریخ کو انجام دیا جاسکتا ہے، ان کے علاوہ دوسرے اوقات میں آدمی چاہے کتنے جانور ذبح کرلے، لیکن قربانی نہیں ہوسکتی۔

دین کی حقیقت، حکم کی اتباع: تو حج اور قربانی جو ان ایام کے بڑے اعمال ہیں، ان کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دین کی حقیقت سمجھانا چاہتے ہیں کہ دین کی حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی عمل کی اپنی ذات میں کچھ نہیں رکھا، نہ کسی جگہ میں، نہ کسی عمل میں، نہ کسی وقت میں، ان چیزوں میں جو فضیلت آتی ہے، وہ ہمارے کہنے کی وجہ سے آتی ہے، اگر ہم کہہ دیں کہ فلاں کام کرو، تو وہ اجر وثواب کا کام بن جائے گا اور اگر ہم اس کام سے روک دیں تو پھر اس میں کوئی اجر وثواب نہیں، میدان عرفہ کو لے لیجئے، ۹ ذوالحجہ کے علاوہ سال کے ۳۵۹ دن وہاں گزار دیں، ذرہ برابر بھی عبادت کا ثواب نہیں ملے گا، حالانکہ وہی میدان عرفات ہے، وہی جبلِ رحمت ہے، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے عام دنوں میں وہاں وقوف کرنے کے لیے نہیں کہا، جب ہم نے کہا کہ نو ذوالحجہ کو آؤ، تو اب نو ذوالحجہ کو آنا عبادت ہوگی، اور ہماری طرف سے اجر وثواب کا استحقاق ہوگا، اصل بات یہ ہے کہ نہ میدان عرفات میں کچھ رکھا ہے اور اس وقت میں کچھ رکھا ہے اور نہ اس عمل میں کچھ رکھا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے تو پھر عمل میں بھی فضیلت پیدا ہوجاتی ہے، اور جگہ میں بھی اور وقت میں بھی فضیلت پیدا ہوجاتی ہے۔

اب مسجد حرام سے کوچ کر جائیں: آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی اتنی فضیلت رکھی ہے کہ ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کا اجر رکھتی ہے اور حج کے لیے جانے والے حضرات ہر نماز پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب حاصل کرتے ہیں، لیکن جب ۸/ذوالحجہ کی تاریخ آتی ہے تو اب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ مسجد حرام کو چھوڑ دو، اور ایک لاکھ نمازوں کا ثواب جو اب تک مل رہا تھا اس کو ترک کردو، اور اب منیٰ میں جاکر پڑاؤ ڈالو، چنانچہ ۸/ذوالحجہ کی ظہر سے لے کر ۹/ذوالحجہ کی فجر تک کا وقت منیٰ میں گزارنے کا حکم دے دیا گیا اور ذرا یہ دیکھئے کہ اس وقت حاجی کا منیٰ کے اندر کوئی کام ہے؟ کچھ نہیں۔ نہ اس میں جمرات کی رمی ہے، نہ اس میں وقوف ہے، اور نہ کوئی اور عمل ہے بس صرف یہ حکم ہے کہ پانچ نمازیں یہاں پڑھو، اور ایک لاکھ نمازوں کا ثواب چھوڑ کر جنگل میں نماز پڑھو، اس حکم کے ذریعہ اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ مسجد حرام میں بھی اپنی ذات میں کچھ نہیں رکھا، مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا جو ثواب ہے، وہ ہمارے کہنے کی وجہ سے ہے، اب جب ہم نے یہ کہہ دیا کہ جنگل میں جاکر نماز پڑھو، تو جنگل میں نماز پڑھنے کا جو ثواب ہے، وہ مسجد حرام میں بھی نماز پڑھنے سے حاصل نہیں ہوگا۔ اب اگر کوئی شخص یہ سوچے کہ منیٰ میں اس روز کوئی عمل تو کرنا نہیں ہے، چلو مکہ میں رہ کر یہ پانچ نمازیں مسجد حرام میں پڑھ لوں، تو اس سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب تو کجا، ایک نماز کا ثواب بھی نہیں ملے گا، اس لیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کیا، اور حج کے مناسک میں کمی کردی۔

کسی عمل اور کسی مقام میں کچھ نہیں رکھا:

حج کی عبادت میں جگہ جگہ قدم قدم پر یہ بات ذہن

میں بٹھائی گئی ہے کہ اپنی ذات میں کسی عمل میں کچھ نہیں رکھا، کسی مقام میں کچھ نہیں رکھا، جو کچھ بھی ہے وہ ہمارے حکم کی اتباع میں ہے، جب ہم کسی چیز کا حکم دیں تو اس میں برکت اور اجر و ثواب ہے اور جب ہم کہیں کہ یہ کام نہ کرو کہ اس وقت نہ کرنے میں اجر وثواب ہے۔

عقل کہتی ہے کہ یہ دیوانگی ہے: حج کی پوری عبادت میں یہی فلسفہ نظر آتا ہے، اب دیکھئے کہ ایک پتھر منیٰ میں کھڑا ہے اور لاکھوں افراد اس پتھر کو کنکریاں مار رہے ہیں، کوئی شخص اگر یہ پوچھے کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ تو دیوانگی ہے کہ ایک پتھر پر کنکر برسائے جا رہے ہیں، اس پتھر نے کیا قصور کیا ہے؟ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ یہ کام کرو، اس کے بعد اس میں حکمت، مصلحت اور عقلی دلائل تلاش کرنے کا مقام نہیں ہے، بس اب اس عمل ہی میں اجر وثواب ہے، اسی دیوانگی ہی میں لطف بھی ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ہے۔

حج کی عبادت میں قدم قدم پر یہ سکھایا جا رہا ہے کہ تم نے اپنی عقل کے سانچے میں جو چیزیں بٹھا رکھی ہیں اور سینے میں جو بت بسا رکھے ہیں، ان کو توڑو، اور اس بات کا ادراک پیدا کرو کہ جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کے حکم کی اتباع میں ہے۔

قربانی کیا سبق دیتی ہے: یہی چیز قربانی میں ہے، قربانی کی عبادت کا سارا فلسفہ یہی ہے، اس لیے کہ قربانی کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی چیز اور یہ لفظ قربانی قربان سے نکلا ہے، اور لفظ قربان قرب سے نکلا ہے تو قربان کا مطلب ہے کہ وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جائے، اور قربانی کے سارے عمل میں بھی وہی سبق سکھایا گیا ہے جو حج کے عمل میں سکھایا گیا تھا، اس کے بعد نہ اس میں حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرنے کا کوئی موقع باقی رہتا ہے اور نہ اس میں چوں چرا کرنے کا موقع ہے بلکہ ایک مومن کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آجائے تو اپنا سر جھکا دے، اور اس حکم کی اتباع کرے۔

بیٹے کو ذبح کرنا عقل کے خلاف ہے: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حکم آ گیا کہ بیٹے کو ذبح کر دو اور وہ حکم بھی خواب کے ذریعہ آیا تھا، اللہ تعالیٰ چاہتے تو وحی کے ذریعہ حکم نازل فرما دیتے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا، بلکہ خواب میں آپ کو یہ دکھایا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں اگر ہمارے جیسا تاویل کرنے والا کوئی شخص ہوتا تو یہ کہہ دیتا کہ یہ تو خواب کی بات ہے اس پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے، مگر یہ بھی درحقیقت ایک امتحان تھا، چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے، تو کیا وہ اس وحی پر یہ عمل کرتے یا نہیں؟ اس لیے آپ کو یہ عمل خواب میں دکھایا گیا، اور جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حکم ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دو تو باپ نے پلٹ کر اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں پوچھا کہ یا اللہ! یہ حکم آخر کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس میں کیا حکمت اور کیا مصلحت ہے؟ دنیا کا کوئی قانون اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرے، عقل کی کسی میزان پر اس حکم کو اتار کر دیکھئے تو کسی میزان پر یہ پورا اترتا نظر نہیں آتا۔

جیسا باپ ویسا بیٹا: تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی مصلحت نہیں پوچھی، البتہ بیٹے سے امتحان اور آزمائش کرنے کے لیے سوال کیا کہ:

”یَا بُنَیَّ اِنِّیۡ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی۔“

(سورۃ الصافات: ۱۰۲)

اے بیٹے! میں نے تو خواب میں یہ دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ ان کی رائے اس لیے نہیں پوچھی کہ اگر ان کی رائے نہیں ہوگی تو ذبح نہیں کروں گا، بلکہ ان کی رائے اس لیے پوچھی کہ بیٹے کو آزمائیں کہ بیٹا کتنے پانی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ

خانقاہ حسینیہ میں مجلس ذکر

ہمارے حضرت مرشد مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ نے خانقاہ حسینیہ کی شورکوٹ شہر میں بنیاد ۲۰۱۸ء میں رکھی۔ اس کے بانی ہمارے حضرت کے مسترشد پروفیسر فیاض احمد ہیں۔ ہر سوموار مغرب تا عشا تک مجلس ذکر کراتے ہیں۔ ۵ رجون ۲۰۲۳ء کو مجلس ذکر ختم نبوت کانفرنس کی شکل اختیار کر گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد تلاوت ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ضلع جھنگ کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مجلس شورکوٹ کے ناظم مولانا حافظ محمد علی ایڈوکیٹ نے ”عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت“ پر خطاب کیا۔ قبل از عشا ہمارے حضرت کے ایک مسترشد عبدالمنان قادری نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ آخر میں محمد اسماعیل شجاع آبادی نے فضائل ذکر پر خطاب فرمایا اور سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے مطابق ذکر کرایا۔ تقریب محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ رات کا آرام و قیام جامعہ عثمانیہ میں رہا اور صبح کی نماز کے بعد مولانا عبدالحکیم نعمانی نے مختصر بیان کیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

کے حکم کے بارے میں ان کا تصور کیا ہے؟ وہ بیٹا بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بیٹا تھا، وہ بیٹا جن کے صلب سے سیدالاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے والے تھے۔ اس بیٹے نے بھی پلٹ کر یہ نہیں پوچھا کہ اباجان! مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا ہے؟ میرا قصور کیا ہے کہ مجھے موت کے گھاٹ اتارا جارہا ہے، اس میں کیا حکمت اور مصلحت ہے؟ بلکہ بیٹے کی زبان پر ایک ہی جواب تھا کہ:

”یَا اَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ۔“

اباجان! آپ کے پاس جو حکم آیا ہے، اس کو کر گزریئے اور جہاں تک میرا معاملہ ہے تو آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، میں آہ وبکا نہیں کروں گا، میں رووں گا اور چلاؤں گا نہیں، اور میں آپ کو اس کام سے نہیں روکوں گا، آپ کر گزریئے۔

چلتی چھری رُک گئی: جب باپ بھی ایسا اولوالعزم اور بیٹا بھی اولوالعزم، دونوں اس حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا، اور کس طرح لٹایا؟ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی شان سے ذکر فرمایا ہے: فرمایا:

”فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ۔“

(سورۂ صافات:۱۰۳)

یہاں قرآن کریم نے بڑا عجیب وغریب لفظ استعمال کیا ہے، فرمایا: ”فَلَمَّا اَسْلَمَا“ یعنی جب باپ اور بیٹے دونوں جھک گئے، اور اس کا ایک ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب باپ اور بیٹے دونوں اسلام لے آئے، اس لیے کہ اسلام کے معنی ہیں، اللہ کے حکم کے آگے جھک جانا، اور اس سے اس طرف اشارہ کیا کہ اصل اسلام یہ ہے کہ حکم کیسا بھی آجائے اور اس کی وجہ سے دل پر آرے ہی کیوں نہ چل جائیں، اور وہ حکم عقل کے خلاف ہی کیوں نہ معلوم ہو اور اس کی وجہ سے جان ومال اور عزت اور آبرو کی کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے، بس انسان اللہ کے اس حکم کے آگے اپنے آپ کو جھکادے، یہ ہے حقیقت میں اسلام، اس لیے فرمایا کہ جب دونوں اسلام لے آئے اور اللہ کے حکم کے آگے جھک گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹادیا، اور قرآن کریم نے لٹانے کے اس وصف کو خاص زور دے کر بیان کیا ہے اور اس طرح اس لیے لٹایا کہ بیٹے کی صورت سامنے ہونے کی وجہ سے کہیں چلتی چھری رک نہ جائے، اس لیے پیشانی کے بل لٹایا۔

قدرت کا تماشہ دیکھو: پھر کیا ہوا؟ جب ان دونوں نے اپنے حصے کا کام پورا کردیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندوں نے اپنے حصے کا کام کرلیا، تو اب مجھے اپنے حصے کا کام کرنا ہے چنانچہ فرمایا کہ:

”وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا۔“ (سورۃ الصافات:۱۰۴،۱۰۵)

ترجمہ: ”اے ابراہیم! تم نے اس خواب کو سچا کردکھایا، اب ہماری قدرت کا تماشہ دیکھو، چنانچہ دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک جگہ بیٹھے ہوئے مسکرارہے ہیں اور وہاں ایک ذبح کیا ہوا مینڈھا پڑا ہے۔“

اللہ کا حکم ہر چیز پر فوقیت رکھتا ہے: یہ پورا واقعہ جو درحقیقت قربانی کے عمل کی بنیاد ہے یہ روزِ اول سے یہ بتارہا ہے کہ قربانی اس لیے مشروع کی گئی ہے تاکہ انسانوں کے دل میں یہ احساس، یہ علم اور معرفت پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر چیز پر فوقیت رکھتا ہے، اور دین درحقیقت اتباع کا نام ہے، اور جب حکم آجائے تو پھر عقلی گھوڑے دوڑانے کا موقع نہیں، حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرنے کا موقع نہیں بلکہ حکم کی بجاآوری کی جائے۔ ☆☆

ختم نبوت کانفرنس، پتوکی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل پتوکی (قصور) کے زیراہتمام قصبہ سرسنگھ میواتیوں والی مسجد میں ۲۵؍مئی ۲۰۲۳ء کو بعد نماز عصر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا ناظم خورشید نے صدارت کی جبکہ قاری سیف اللہ نے تلاوت قرآن کریم اور مولانا عبداللہ انور نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ نعت مدثر فاروقی مولانا حسنین معاویہ نے پیش کی۔ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرزاق مجاہد کے بیانات ہوئے۔ مولانا مفتی عاطف، مولانا وحیدالحسن، قاری اسلم ڈوگر، قاری محمد یونس، مولانا ہارون، مولانا رضاء القاسمی، مولانا طارق شیر مدنی، قاری عبدالرحمٰن میواتی، مولانا عبداللہ، قاری عاشق، حافظ اشرف اٹھوال، مولانا ایاز فاروقی، مولانا قاسم انور سمیت کثیر تعداد میں علمائے کرام، قرأ حضرات، عوام الناس نے شرکت کی نیز طلبا کی دستاربندی بھی ہوئی۔ علاوہ ازیں جامعہ قاسمیہ پتوکی شہر میں ۲۵؍مئی کو علمائے کرام کا اجلاس ہوا۔ مولانا عزیزالرحمٰن ثانی کی صدارت میں ۷؍اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب پتوکی کے کمیٹی گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔

امیر المومنین سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

فضائل ومناقب

ڈاکٹر سعید احمد صدیقی

سرور عالم، پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی جسے نامور محدّث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں تھا، اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دروازہ کھول دو اور داخل ہونے والے کو جنت کی بشارت دو‘‘ دروازہ کھلا تو دیکھنے والے نے دیکھا کہ آنے والے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں جنت کی بشارت سنائی۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو دیکھتا ہوں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا، میں نے اس سے انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو اور یہ کہ یہ ایک آزمائش سے دو چار ہوں گے۔‘‘ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا دروازے پر آنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے انہیں بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اس سے آگاہ کیا آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 3695)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین تھے، اس دوران اُحد پہاڑ ہلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اُحد ٹھہر جا، تیرے اوپر اللہ تعالیٰ کا نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔‘‘ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 2417)

ابوسلمہ بن عبید الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ’’رسول اللہ! میرے گھر میں آرام فرما تھے، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، اس اثنا میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور آپ اسی حالت میں رہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے گفتگو کی اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی، انہیں بھی آپ نے اجازت دے دی اور آپ اسی حالت میں رہے، انہوں نے بھی آپ سے گفتگو کی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے۔ پھر آپ نے اجازت دی۔ عثمانؓ آئے اور آپ سے گفتگو کی، جب عثمانؓ چلے گئے تو سیدہ عائشہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! حضرت ابوبکرؓ آئے تو آپ نے پروا نہ کی، پھر حضرت عمرؓ آئے تو آپ نے پروانہ کی، پھر حضرت عثمانؓ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے اپنے کپڑے درست کر لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں، جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔‘‘ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 2401)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک بھی نقل فرمایا ہے: ’’میری امت میں سب سے سچے، حیادار عثمان ہیں۔‘‘ (مسند احمد)

حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفانؓ اپنی جیب میں ہزار دینار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے لشکر کی تیاری فرما رہے تھے تو انہوں نے وہ دینار آپ کی گود میں بکھیر دیئے۔ آپ دیناروں کو ہاتھ سے الٹتے پلٹتے ہوئے فرما رہے

تھے: ’’آج کے بعد عثمان بن عفانؓ جو بھی عمل کریں، انہیں وہ عمل (جنت میں داخل ہونے میں) کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہ بات آپ بار بار دہرا رہے تھے۔

(ترمذی، ابواب المناقب، رقم الحدیث 3701)

سیّدنا حضرت عثمان بن عفانؓ اپنی قوم کے افضل ترین لوگوں میں سے تھے، بڑی جاہ وحشمت کے مالک، مالدار، شرم وحیا کے پیکر، شیریں کلام، آپ کی قوم آپ سے بڑی محبت کرتی تھی اور آپ کی تعظیم وتوقیر اور احترام کرتی تھی، زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ نے نہ شراب پی، نہ کبھی بدکلامی کی۔ چونتیس برس کی عمر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر بغیر کسی لیت ولعل کے اسلام قبول کیا، آپؓ کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے مکے میں اسلام لانے کے بعد آپ کی صحبت کو لازم پکڑا اور اسی طرح ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آپ کی صحبت اور خدمت سے وابستہ رہے۔ اپنے نفس کو منظم کیا، مدرسہ نبوت میں علوم ومعارف کے مختلف حلقوں میں معلم انسانیت کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی اطاعت میں صرف کیا، ہر کارِ خیر میں سبقت کرتے اور بے دریغ مال راہ خدا میں خرچ کرتے، فقر ومحتاجی کا ذرا بھی خوف نہ کھاتے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی تو مسلمان پنج وقتہ نماز اور خطبہ جمعہ سننے کے لئے جمع ہونے لگے۔ یہاں انہیں دین کی تعلیم دی جاتی تھی، یہیں سے لشکرِ غزوات کے لیے تیار ہوتے، آخر کار یہ مسجد لوگوں کے لیے تنگ ہونے لگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو رغبت دلائی کہ کوئی مسجد سے متصل قطعہ زمین خرید کر مسجد کے لئے وقف کردے تاکہ اس کی توسیع کردی جائے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کون ہے جو یہ زمین خرید کر مسجد کو وسیع کردے، اسے جنت میں اس سے بہترین جگہ ملے گی۔‘‘ حضرت عثمانؓ نے اپنے مال میں سے خطیر رقم دے کر اسے خریدا، پھر یہ جگہ مسجد نبوی میں شامل کردی گئی۔

سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عظیم ترین مفاخر میں سے امت کو ایک مصحف اور ایک قرأت پر جمع کرنا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آرمینیہ اور آذربائی جان میں اہل شام اور اہل عراق کی اسلامی فوجیں ایک ساتھ جنگ میں مصروف تھیں، اس دوران ان میں قرآن کی قرأت میں اختلاف رونما ہوا، جس سے حضرت حذیفہؓ بے حد پریشان ہوئے اور حضرت عثمانؓ سے عرض کیا: ’’یہود ونصاریٰ کی طرح کتاب الٰہی میں اختلاف رونما ہونے سے قبل امت کی خبر لیجئے۔‘‘ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ سے قرآن پاک کا وہ نسخہ منگوایا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد مبارک میں حضرت زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں مرتب کیا گیا تھا، آپ نے حضرت زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، سعید بن العاصؓ اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دیا اور انہوں نے اس کے مختلف نسخے تیار کئے۔ حضرت عثمانؓ نے تینوں قریشی حضرات (عبداللہؓ، سعیدؓ، عبدالرحمنؓ) سے فرمایا: ’’جب تمہارا قرآن کے کسی لفظ کے طرز تحریر میں زید بن ثابتؓ سے اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان میں لکھو، کیونکہ قرآن ان ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب یہ حضرات قرآن کو مختلف مصاحف میں منتقل کرچکے تو قرآن کریم کا ایک ایک نسخہ، خلافت اسلامیہ کے مختلف علاقوں میں بھیج دیا گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جمع قرآن کا کارنامہ مہاجرین وانصار مسلمانوں کو جمع کرکے اور ان کے مشورے کے بعد انجام دیا اور ان تمام حضرات نے اس بات پر اتفاق کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرأت ثابت ہے، اس کے مطابق قرآن کو جمع کیا جائے، اس کے ماسوا قرأتوں کو نظر انداز کردیا جائے، سب نے آپ کی رائے کو صحیح قرار دیا۔

اگر ہم مختصر الفاظ میں شان عثمانی پر روشنی ڈالیں تو یہی کہیں گے کہ سیدنا عثمان غنیؓ صبر و رضا، حلم و بردباری کے ایسے پیکر تھے کہ شاید دنیا کے الفاظ میں ایسے الفاظ ملنا مشکل ہوں جو ان کے شایان شان ہوں، امت اور وحدت کی بقا کے پیش نظر آپؓ نے کلمہ گو فسادیوں کے خلاف تلوار نہ اٹھائی۔ خود پیکر صدق وصفا، صبر ورضا اور امام عزم واستقامت بنے رہے، ملک کی سیاست اور عدلیہ کو اپنے پیش رو خلفائے سیّدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیّدنا عمر فاروقؓ کے اصول وعمل پر باقی رکھا۔ امت مسلمہ کو ایک مصحف پر اکٹھا کرکے اور خود اس کی تلاوت کرتے ہوئے اس دنیائے فانی سے جام شہادت نوش فرمایا، آپؓ دامادِ رسول، خلیفۂ سوم اور شہیدِ مظلوم ہیں، اہل ایمان کے دلوں میں ہمیشہ ادب واحترام اور وقار سے بسنے والے ہیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرماتے اور خود اللہ تعالیٰ کے رسول آپؓ سے محبت فرماتے تھے، آپ ؐ نے بیعت رضوان کے موقع پر اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر اس قرب اور تعلق کو ظاہر فرمایا۔ ☆

''صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة''

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پاچکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

سُعدیٰ بنت ثعلبہ اپنے بچے زید بن حارثہ کعبی کو ساتھ لئے ہوئے اپنے قبیلے بنومعن سے ملاقات کے ارادے سے روانہ ہوئی، لیکن ابھی وہ اپنے قبیلے کے دیار میں پہنچی نہیں تھی کہ بنوقین کے سواروں نے اچانک حملہ کرکے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کرلیا، ان کے اونٹ ہانک لے گئے اور بال بچوں کو گرفتار کرلیا، جن بچوں کو وہ پکڑ کر لے گئے تھے، ان میں اس کا بچہ زید ابن حارثہ بھی تھا۔

زید ایک کمسن بچہ تھا۔ اس وقت وہ اپنی عمر کی آٹھویں منزل میں تھا۔ ڈاکو اسے فروخت کرنے کی غرض سے ''عکاظ'' کے بازار میں لے گئے، جہاں سے قریش کے ایک دولت مند سردار حکیم ابن حزام بن خُویلد نے چار سو درہم میں خرید لیا۔ حکیم بن حزام نے اس کے علاوہ بھی بہت سے غلام خریدے اور ان کو لے کر مکہ واپس آگیا۔ جب اس کی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کو اس کی واپسی کی اطلاع ملی اور وہ اس سے ملنے اور اس کو خوش آمدید کہنے گئیں تو اس نے کہا:

''یہ چند غلام میں سوقِ ''عکاظ'' سے خرید کر لایا ہوں، آپ ان میں سے جس کو چاہیں پسند کرلیں، میں اسے آپ کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔''

سیدہ خدیجہ نے ایک ایک کرکے سب غلاموں کے چہروں کو غور سے دیکھا، ان کی نگاہیں زید کے چہرے پر جاکر ٹک گئیں۔ وہ اسے دیر تک دیکھتی رہیں اور اس پر ظاہر ہونے والی ذہانت وفطانت کی علامات کی وجہ سے اس کو پسند کرلیا اور لے کر گھر واپس آگئیں۔

کچھ دنوں بعد سیدہ خدیجہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئیں۔ اس موقع پر وہ ان کی خدمت میں کوئی بیش قیمت تحفہ پیش کرنا چاہتی تھی اور اس کے لئے انہیں اپنے عزیز غلام زید بن حارثہ سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں ملی، چنانچہ اس کو ان کی خدمت میں پیش کردیا۔

اِدھر یہ خوش نصیب بچہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سرپرستی میں رہ کر ان کی زیرِ صحبت اور بہترین سیرت وکردار سے بہرہ ور ہوتے ہوئے خوشی میں آزادی کے دن گزار رہا تھا اور اُدھر اس کی ستم رسیدہ اور مامتا کی ماری ہوئی ماں اس کی گمشدگی کے صدمے سے نڈھال ہورہی تھی۔ نہ اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو تھم رہے تھے نہ اس کی سوزشِ غم میں کوئی کمی واقع ہورہی تھی اور نہ ہی اسے کسی پہلو سکون و قرار نصیب ہورہا تھا، اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ آیا اس کا لختِ جگر زندہ ہے کہ اس کی بازیابی کی اُمید رکھے یا وہ مرچکا ہے کہ اس سے مایوس ہوکر صبر کی سِل اپنے سینے پر رکھ لے... اور یہ بات اس کے غم کی شدت میں مزید اضافے کا سبب تھی۔ اس کا باپ ملک کے گوشے گوشے میں اسے ڈھونڈتا اور ہر قافلے سے اس کا پتہ پوچھتا پھر رہا تھا اور اس کے اضطراب و بے قراری کی کیفیت ان دردناک اشعار کے قالب میں ڈھل گئی تھی جو سننے والوں کے دلوں کے ٹکڑے کئے دے رہے تھے:

بکیت علی زید ولم ادرِ مافعل

أحيٌ فيرجى ام اتى دونه الاجل

ترجمہ: ’’میں زید کے غم میں گریہ وزاری کررہا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ وہ کس حال میں ہے۔آیا وہ زندہ ہے کہ اس سے ملنے کی امید ہو یا اس کی موت اس کی راہ میں حائل ہوگئی۔‘‘

فواللّٰہ ما ادری وانی لسائل أغالک بعدی السھل ام غالک الجبل

ترجمہ: ’’خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق کچھ نہیں معلوم اور میں حیران وسرگرداں پوچھتا پھر رہا ہوں کہ میرے پیچھے تجھے میدان نے چرالیا یا پہاڑ نے اچک لیا؟‘‘

تذکر فیہ الشمس عند طلوعھا وتعوض ذکراہ اذا غزبھا افل

ترجمہ: ’’سورج اپنے طلوع ہونے کے ساتھ مجھے اس کی یاد دلاتا ہے۔ اور ڈوبتے ہوئے بھی اس کی یاد تازہ کرجاتا ہے۔‘‘

ساعمل نص العیس فی الارض جاھداً ولا أسأم التطواف او تسأم الابل

ترجمہ: ’’میں اپنے اونٹ کو تیزی سے دوڑا کر زمین میں اس کی جستجو سے باز نہیں آؤں گا۔ الّا یہ کہ میرا اونٹ تھک کر نڈھال ہوجائے۔‘‘

حیاتی اوثاتی علی منیتی!!! فکل امرئ فان وان غرّہ الأمل

ترجمہ: ’’یا مجھے موت آجائے کیوں کہ ہر شخص فانی ہے چاہے امید اسے مبتلائے فریب رکھے۔‘‘

ایک بار حج کے موسم میں زید کے قبیلے کے کچھ لوگ زیارتِ بیت اللہ کے ارادے سے مکہ آئے ہوئے تھے، طواف کے دوران اچانک زید سے ان کا سامنا ہوگیا۔انہوں نے زید کو اور زید نے ان کو پہچان لیا اور آپس میں بات چیت بھی ہوئی۔ جب وہ لوگ مناسک حج سے فارغ ہوکر اپنے قبیلے میں واپس پہنچے تو انہوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اس کی مفصل روئیداد حارثہ کے سامنے رکھ دی۔

زید کا سراغ ملتے ہی اس نے جھٹ پٹ اپنی سواری کو تیار کیا، اپنے لختِ جگر کا فدیہ ادا کرنے کے لئے وافر مقدار میں مال اونٹ پر لادا اور اپنے ہمراہ اپنے بھائی کعب کو بھی لے لیا۔ پھر تیز رفتاری کے ساتھ راستہ طے کرتے ہوئے دونوں مکہ کی طرف روانہ ہوگئے اور وہاں پہنچ کر سیدھے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر پہنچے اور ان سے کہا:

’’اے ابن عبدالمطلب! آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمسائے ہیں، قیدیوں کو رہائی بخشتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور مظلوموں کی فریاد رسی کرتے ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے کے سلسلے میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہم آپ کے پاس اتنا مال لائے ہیں جو اس کے فدیہ کے لئے کافی ہوگا۔ آپ ہمارے اوپر احسان فرمائیں اور فدیہ لے کر اسے چھوڑ دیں۔‘‘ ’’کون ہے تمہارا وہ بیٹا؟‘‘ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا: ’’آپ کا غلام، زید بن حارثہ‘‘ دونوں ایک ساتھ بولے۔

’’کیا تم پسند کروگے کہ میں تمہارے سامنے ایک تجویز رکھوں جو فدیہ سے بہتر ہے؟‘‘ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے دریافت کیا: ’’وہ کون سی تجویز ہے‘‘ انہوں نے جاننا چاہا۔

’’میں اسے تمہارے سامنے بلائے دیتا ہوں، تم اس کو یہ اختیار دے دو کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان سے جس کو چاہے منتخب کرلے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانے کو ترجیح دیتا ہے تو تم اسے کسی مال اور فدیہ کے بغیر اپنے ساتھ لے جاسکتے ہو، لیکن اگر وہ میرے پاس رہنے کو پسند کرتا ہے تو خدا کی قسم میں اس کی پسند کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا۔‘‘ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجویز کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

’’یقیناً! آپ نے یہ بڑے انصاف کی بات کہی ہے۔‘‘ دونوں نے متفق ہوتے ہوئے کہا: اس کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زید کو بلا کر پوچھا: ’’ان دونوں کو پہچانتے ہو؟‘‘۔

’’ہاں! یہ میرے والد حارثہ ابن شراحیل اور یہ میرے چچا کعب ہیں۔‘‘ زید نے دونوں کی طرف باری باری اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’زید! میں تم کو اس بات کا اختیار دیتا ہوں کہ اگر چاہو تو اپنے والد اور چچا کے ساتھ چلے جاؤ اور اگر چاہو تو میرے پاس رہ جاؤ۔‘‘ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو مخاطب کرکے کہا۔

’’میں آپ کے پاس رہوں گا۔‘‘ زید نے کسی تاخیر وتذبذب کے بغیر کہا۔ یہ سن کر اس کے باپ نے کہا:

’’ارے تیرا بیڑا غرق ہو، کیا تو غلامی کو اپنے والدین پر ترجیح دے رہا ہے؟‘‘

’’میں ان کی طرف سے ایک چیز دیکھ چکا ہوں۔ میں وہ نہیں ہوں جو کبھی بھی ان سے جدا ہونا گوارا کرے۔ زید نے فیصلہ کن لہجے

میں کہا۔

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب اپنے ساتھ زید کے اس غیر معمولی تعلقِ خاطر کو دیکھا تو اسی وقت اس کا ہاتھ پکڑا، اسے لئے ہوئے بیت الحرام میں پہنچے اور حجر کے مقام پر قریش کے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا:

''قریش کے لوگو! گواہ رہنا آج سے یہ میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔''

یہ دیکھ کر زید کے باپ اور چچا کا جی خوش ہوگیا اور وہ اسے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چھوڑ کر اپنے قبیلے کی طرف واپس لوٹ گئے، لوٹتے ہوئے وہ دونوں اس کی طرف سے پورے طور پر مطمئن تھے۔

اور پھر اس روز سے زید بن حارثہ زید بن محمد کے نام سے پکارے جانے لگے اور وہ برابر اسی نام سے پکارے جاتے رہے، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر فائز کر دیئے گئے، اور اسلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''ادعوھم لاباء ھم'' (منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو...) (احزاب:۵) کے نزول کے ساتھ منہ بولا بیٹا بنانے کی رسم کو کالعدم قرار دے دیا اور وہ زید بن محمد سے پھر زید بن حارثہ ہو گئے۔

زید کو کیا معلوم تھا کہ جس وقت انہوں نے اپنے ماں باپ کے مقابلے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنایا تھا۔ کیسی غنیمت ان کے حصے میں آئی تھی، وہ یہ بھی کہاں جانتے تھے کہ جس آقا کی غلامی کو انہوں نے اپنے خاندان اور قبیلے پر ترجیح دی ہے، وہ اولین و آخرین کے سردار اور ساری مخلوق کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے دل میں تو یہ خیال بھی نہیں گزرا تھا کہ عنقریب روئے زمین کو آسمانی بادشاہت کے قیام کا اعلان ہونے والا ہے جو مشرق سے لے کر مغرب تک ساری زمین کو نیکی اور عدل و انصاف سے بھر دے گی اور خود ان کی حیثیت اس عظیم الشان بادشاہت کی تعمیر میں ''خشتِ اول'' کی ہوگی۔ ان میں سے کوئی بات زید کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آئی تھی۔ وہ تو سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور وہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے۔ وہ تو فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

اور وہ فضلِ عظیم یہ تھا کہ تخییر کے اس واقعہ کے چند سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا اور زید مردوں میں سب سے پہلے ان کے اوپر ایمان لائے، تو کیا اس سے بڑھ کر بھی اولیت اور فضیلت کا کوئی مقام ہوسکتا ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے مسابقت کی جائے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازوں کے امین و محافظ تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو آپ سفارتی وفود اور فوجی دستوں کی قیادت پر متعین فرماتے اور اپنی عدم موجودگی میں مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کرتے تھے۔

جس طرح زید رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی غیر معمولی محبت اور تعلق خاطر کا اظہار کیا اور اپنے ماں باپ پر ان کو ترجیح دی، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا اور ان کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ شامل کر لیا۔ آپ کی محبت کا یہ حال تھا کہ جب وہ کسی مہم پر گئے ہوئے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ان کے لئے مشتاق و بے قرار رہتے اور جب واپس آتے تو بہت خوش ہوتے اور ان سے ملتے وقت جس بے پناہ مسرت و شادمانی کا اظہار فرماتے وہ صرف انہیں کا حصہ تھا۔

یہ ہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، وہ حضرت زیدؓ کے ساتھ ملاقات کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرحت و مسرت کے ایک منظر کی تصویر کشی کرتی ہوئی فرماتی ہیں:

''ایک دفعہ زیدؓ کسی مہم سے واپس لوٹے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کمرے میں تھے۔ زید نے جب دروازے پر دستک دی تو آپ جلدی سے اٹھ کر ننگے بدن ان کی طرف لپکے۔ اس وقت آپ کے جسم اطہر پر صرف اتنا ہی کپڑا تھا جس نے آپ کے گھٹنے اور ناف کے درمیانی حصۂ جسم کو چھپا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے دروازے کے جانب بڑھے، ان کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کپڑے کے بغیر کبھی نہیں دیکھا، نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد۔''

یہ بات تمام مسلمانوں میں شہرت کی حد تک عام تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کے ساتھ غیر معمولی محبت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو ''زید حبّ'' (چہیتے زید) کہہ کر بلاتے اور ''حبِّ رسول اللہ'' (رسول اللہ کے محبوب) کے لقب سے نوازتے تھے اور بعد میں لوگوں نے ان کے بیٹے حضرت اسامہؓ کا لقب

’’حبِّ رسول اللہ‘‘ اور ’’ابن حبِّ رسول اللہ‘‘ رکھ دیا تھا۔

۸ ہجری میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت نے حبیب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے محبوب (حضرت زیدؓ) کی جدائی کے ذریعے آزمایا۔ ہوا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن عمرازدی کو ایک خط.... جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی تھی... بصریٰ کے حکمران کے پاس بھیجا۔ جب حضرت حارثؓ مشرقی اردن میں واقع ’’موتہ‘‘ کے مقام پر پہنچے تو ایک غسانی حاکم شرحبیل بن عمرو نے ان کا راستہ روک لیا اور ان کو گرفتار کرکے پابہ زنجیر کرلیا اور بعد میں ان کی گردن ماردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قتل کا بے حد صدمہ ہوا، کیونکہ اس سے پہلے آپ کے کسی ایلچی کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔

آپ نے جنگ موتہ کے لئے تین ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ایک فوج تیار کی جس کی قیادت اپنے محبوب حضرت زید بن حارثہؓ کے سپرد کی۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ ’’اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو فوج کی قیادت جعفرؓ بن ابی طالب کریں گے۔ اور اگر وہ بھی جام شہادت نوش کرلیں، لشکر کی کمان عبداللہ بن رواحہؓ کے ہاتھ میں ہوگی، لیکن اگر وہ بھی جنگ میں کام آجائیں تو پھر مسلمان اپنے میں سے کسی کو امیر منتخب کریں گے۔‘‘

مجاہدین اسلام کا یہ لشکر مدینہ سے چل کر مشرقی اردن کے ایک مقام ’’معان‘‘ پر خیمہ زن ہوگیا۔ ادھر ہرقل شاہ روم ایک لاکھ فوجیوں کے ساتھ غسانیوں کی مدد کے لئے چل پڑا، بعد میں عرب کے مشرک قبائل میں سے ایک لاکھ مزید سپاہی اس کے لشکر میں شامل ہوگئے اور یہ لشکر جرار آگے بڑھ کر مسلمانوں کے پڑاؤ کے قریب فروکش ہوگیا۔

مسلمان معان میں رک کر دو دن تک جنگی لائحۂ عمل تیار کرنے کے لئے غور و مشورہ کرتے رہے، ان میں سے کسی نے رائے دی کہ:

’’ہمیں موجودہ صورت حال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع اور دشمن کی بھاری تعداد سے آگاہ کرکے آپ کے حکم کا انتظار کرنا چاہئے۔‘‘

لیکن دوسرے نے کہا کہ:

’’لوگو! خدا کی قسم، ہم کثرت تعداد اور قوت و اسلحہ کے بھروسے نہیں، دین اسلام کی صداقت وحقانیت کے بل پر لڑتے ہیں۔ چلو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھو جس کے لئے نکلے ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں دو میں سے ایک کامیابی کی ضمانت دے رکھی ہے یا تو وہ تمہیں فتح وکامرانی سے سرفراز فرمائے گا یا دولتِ شہادت سے مالا مال کرے گا۔‘‘

آخر کار موتہ کے میدان میں دونوں فوجوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی اور مسلمان اس بے جگری سے لڑے کہ رومی ان کی ہمت و شجاعت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ان کے دلوں میں ان تین ہزار جانبازوں کی ہیبت طاری ہوگئی جو دو لاکھ کا سامنا کرتے ہوئے چٹان کی سی مضبوطی کے ساتھ ڈٹ گئے تھے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پرچم رسول کی مدافعت میں ایسی پامردی اور ثابت قدمی کے ساتھ لڑے جس کی نظیر بہادری کی داستانوں میں تلاش کرنے سے نہیں ملتی۔ وہ لڑتے رہے اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک سینکڑوں نیزوں نے ان کے جسم کو چھلنی نہیں کردیا اور وہ خون میں لت پت ہوکر زمین پر نہیں گر گئے۔ ان کے گرتے ہی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لپک کر جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگادی اور غیر معمولی شجاعت و جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے پیشرو سے جاملے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈے کو اپنے قبضے میں کرلیا اور اس کی مدافعت میں دشمنوں سے لڑتے ہوئے اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے بعد مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر بنالیا ...ان کو دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا... وہ فوج کو لے کر پیچھے ہٹ آئے اور اسے مکمل تباہی سے بچالیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ کے حالات اور اپنے تینوں سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا اور ان کے اہل وعیال کی تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب حضرت زید بن حارثہؓ کے یہاں پہنچے تو ان کی چھوٹی بچی روتی ہوئی آپ کی گود میں آگئی، اسے روتے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بولے:

’’یہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول!

’’یہ حبیب کا اپنے حبیب پر رونا ہے۔‘‘

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔☆☆

مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ کا

دوروزہ دورۂ آزاد کشمیر

رپورٹ:... محمد عادل خورشید

آزاد کشمیر...... مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ ۷؍جون ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ راولپنڈی اور مری کے پروگرامات سے فراغت کے بعد دوروز کے لئے مظفرآباد تشریف لائے۔

۸؍جون بروز جمعرات پہلا تحفظ ختم نبوت سیمینار حضرت مولانا قاضی غلام سرور رحمہ اللہ امیر اول عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مظفرآباد کے ادارے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات دومیل سیداں نزد نڑول اسٹیڈیم میں تھا۔ صبح ساڑھے دس بجے جامعہ پہنچے جہاں ادارے کے مہتمم قاری محمد احمد سرور، مولانا محمد طیب سرور اور دیگر اساتذہ کرام نے استقبال کیا۔ سیمینار میں جامعہ کی طالبات ومعلمات کے علاوہ محلہ سے کثیر تعداد میں مستورات نے شرکت کی۔ عقیدۂ ختم نبوت پر قادیانیوں کے اٹھائے جانے والے شبہات کے جوابات سمجھائے گئے اور قادیانیوں سے معاشرت و معاشی بائیکاٹ کی اہمیت و ضرورت پر گفتگو کی۔ کثیر تعداد میں طالبات نے ختم نبوت خط وکتابت کورس کے لئے درخواستیں جمع کرائیں۔ اس کے بعد مفتی محمد راشد مدنی نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کا دورہ کیا اور کام کا جائزہ لیا اور دفتری امور کے حوالے سے راہنمائی فرمائی۔

دوسرا پروگرام دارالعلوم تعلیم القرآن باغ میں حضرت مولانا امین الحق فاروقی دامت برکاتہم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے ادارے میں بعد نماز مغرب تھا۔ جس میں خصوصی بیان مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی دامت برکاتہم سرپرست اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر اور مفتی محمد راشد مدنی دامت برکاتہم کا تھا۔ شام ۶ بجے دارالعلوم تعلیم القرآن باغ پہنچے جہاں مولانا امین الحق فاروقی، مفتی محمد خالد میر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر، قاری مجیب الرحمٰن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت باغ، مفتی شمس الحق ناظم عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت باغ، مفتی سید بشیر حسین شاہ، مولانا مدثر رفیق اور دیگر علمائے کرام نے استقبال کیا۔ مغرب کے بعد تفصیلی خطاب ہوا، جس میں ''باطل کے طریقۂ واردات اور اس کارد'' کے عنوان پر گفتگو کی۔

تیسرا پروگرام ۹؍جون بروز جمعۃ المبارک کو مرکزی جامع مسجد الحسنین موہری فرمان شاہ میں ''تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر مفتی سید بشیر حسین شاہ کی زیرنگرانی ہوا۔ مہمان خصوصی مفتی محمد راشد مدنی اور مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی تھے۔ پہلی نشست کی صدارت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ خطیب مرکزی جامع مسجد باغ نے کی اور دوسری نشست کی صدارت حضرت مولانا امین الحق فاروقی نے کی۔ اس کے علاوہ مولانا زبیر نقشبندی، مولانا رشید احمد نے راولاکوٹ سے، مولانا قاضی صفی اللہ، مولانا ولی اللہ، مولانا سید ساجد حسین شاہ، مولانا مجیب الرحمٰن باغ، مولانا افراز نے پاک گلی راولاکوٹ سے شرکت کی اس کے علاوہ متعدد علمائے کرام واہل علاقہ نے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کے بعد مفتی محمد خالد میر کی معیت سے مفتی محمد راشد مدنی نے واپسی کا سفر شروع کیا۔ ☆☆

پیر جی انیس الرحمٰنؒ کی تعزیت

جامعہ تجوید القرآن چیچہ وطنی کے مدیر اور پیر جی عبداللطیفؒ خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے پوتے پیر جی انیس الرحمٰنؒ جو پچھلے دنوں انتقال فرماگئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) ان کی تعزیت کے لئے ۶؍جون کو جامعہ تجوید القرآن چیچہ وطنی میں حاضری ہوئی۔ جامعہ کی جامع مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ جس میں پیر جیؒ اور ان کے خاندان کی عظیم الشان دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ جامعہ میں کثیر تعداد میں بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ بنات میں دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے، جبکہ بنین رابعہ تک درس نظامی کے اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرزا قادیانی کے الہامات:

اللہ پاک نے انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام دنیا میں مبعوث فرمائے۔ وہ تمام کے تمام انبیائے کرام اپنی قوموں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے تشریف لائے۔ اللہ پاک نے بعض انبیائے کرام کو کتابیں، بعض کو صحیفے، بعض کو سابقہ انبیائے کرام کی کتابوں کی دعوت وتبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا۔ عادت اللہ یہ رہی ہے۔ فرمایا: ’’وما ارسلنا من رسول الّا بلسان قومه‘‘ (ہم نے جتنے نبی دنیا میں بھیجے سب کے سب کو وحی و الہام ان کی قوم کی زبان میں ہوئے) قوم کی زبان عبرانی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عبرانی زبان میں عطا فرمائی۔

اگر قوم کی زبان سریانی ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور سریانی زبان میں عطا فرمائی، اگر قوم کی زبان یونانی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل یونانی زبان میں عطا فرمائی۔ قوم کی زبان عربی ہے تو اللہ پاک نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن عربی زبان میں عطا فرمایا۔ مرزا قادیانی کی قوم کی زبان پنجابی ہے تو وحی و الہام پنجابی یا اردو میں ہوتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو وحی والہام غیر قومی زبان میں ہورہا ہے، جس کو نہ قوم سمجھتی ہے اور نہ ہی دعویٰ نبوت کرنے والے بزعم خویش نبی۔ جب ہم مرزا قادیانی کی وحی اور الہام کو دیکھتے ہیں تو وہ سب غیر قومی زبانوں میں ہیں۔ مثلاً:

۱:... ربنّا عاج:

’’ہمارا رب عاجی ہے، اس کے معنیٰ

> **مرزا قادیانی کو وحی والہام غیر قومی زبان میں ہورہا ہے، جس کو نہ قوم سمجھتی ہے اور نہ ہی دعویٰ نبوت کرنے والے بزعم خویش نبی**

ابھی تک نہیں کھلے۔‘‘ (براہین احمدیہ چہار حصص، ص:۵۵۶، خزائن:۱، ص:۶۶۳)

۲:... شعساً نعساً:

’’اور پھر بعد اس کے فرمایا شعساً نعساً شاید یہ فقرے عبرانی ہیں۔ ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے اور پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ ص:۵۵۷، خزائن:۱، ص:۶۶۴)

۳:... آئی لو یو:

’’آئی لو یو، آئی شیل گو یو، لارج پارٹی آف اسلام، چونکہ اس وقت آج کے دن یہاں انگریزی خواں کوئی نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنی کھلے ہیں، اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، ص:۵۵۷، خزائن:۱، ص:۶۶۴)

۴:... عید کل نہیں تو پرسوں ہوگی:

’’عید کل نہیں تو پرسوں ہوگی، معلوم نہیں کل اور پرسوں کی کیا تعبیر ہے۔‘‘ (تذکرہ، ص:۱۶۱، مطبوعہ: چہارم)

۵:... اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی میں الہام ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں: ’’پریشن، عمر براطوس یا پلاطوس۔‘‘ (تذکرہ، ص:۹۱)

۶:... کمترین کا بیڑہ غرق۔ (تذکرہ، ص:۵۷۴)

عربی الہامات:

’’وقالو لولانزل من القریتین عظیم وقاموانی لک هذا، هذا المکر مکرتموه فی المدینة، قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله، عسیٰ ربکم ان یرحمکم، وما ارسلناک الّا رحمة للعالمین، الیس الله بکاف عبده، انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی، وحان ان تعان و تعرف بین الناس انت منی بمنزلة عرشی، انت منی بمنزلة ولدی، انت منی بمنزلة لایعلمها الخلق، انا

انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل، صدق اللہ ورسولہ وکان امراللہ مفعولاً الحمدللہ الذی جعلک المسیح بن مریم۔‘‘

(تذکرہ:۵۴۷،۵۴۸،۵۴۹)

انگلش الہامات:

ایک دفعہ کی حالت یاد آتی ہے کہ انگریزی میں یہ الہام ہوا:

آئی لو یو: یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔

پھر یہ الہام ہوا: آئی ایم ود یو: یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔

پھر یہ الہام ہوا: آئی شیل ہلپ یو: یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔

پھر یہ الہام ہوا: آئی کین وٹ آئی وِل ڈو: یعنی میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔

پھر بعد میں بہت زور سے جس سے بدن کانپ گیا۔ یہ الہام ہوا، وی کین وٹ وی وِل ڈو: یعنی ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔ (براہین احمدیہ ص:۴۸۰، خزائن:۱،ص:۵۷۳، ۵۷۲)

فارسی الہامات:

شیخ سعدی شیرازی معروف صوفی فارسی شاعر ہیں، ان کا شعر الہام ہوا:

مکن تکیہ برعمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازی روزگار

(۱۷/مئی ۱۹۰۸ء مکن تکیہ برعمر ناپائیدار)

(تذکرہ ص:۶۴۰، مجموعہ وحی والہامات)

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

(تذکرہ ص:۴۳۴)

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

(تذکرہ ص:۱۰۴)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا وحی والہام جو مخلوق کا کلام ہے۔ بقول اس کے خالق نے مخلوق کے کلام کو اپنا کلام بنا کر الہام کیا۔ اسے آج کل کی اصطلاح میں سرقہ کہتے ہیں، نہ کہ الہام۔

پنجابی الہامات:

مرزا قادیانی نے محترمہ محمدی بیگم کے حصول کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ محمدی بیگم کا نکاح پٹی جو کسی زمانہ میں لاہور کا حصہ تھا کے باسی مرزا سلطان محمد سے کردیا گیا۔ محمدی بیگم کے حصول کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں، تو مرزا قادیانی نے کہا کہ اسے الہام ہوا۔

۱:... ’’پٹی، پٹی گئی: پٹی تباہ ہو جائے گی۔‘‘ (تذکرہ ص:۶۸۱)

مکتوب پیر سراج الحق نعمانی (البشریٰ مرتبہ سراج الحق، ص:۶۴)

۲:... واللہ واللہ سدھا ہویا اولا: یہ پنجابی فقرہ ہے، جس کا مطلب ہے کہ کج طبع آدمی درست ہوگیا۔ (تذکرہ ص:۶۳۱)

۳:... میر عباس علی شاہ: مرید مرزا قادیانی کے متعلق الہام ہوا:

’’سچا ارادت مند اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء‘‘ یعنی اس کی ارادت ایسی قوی اور کامل ہے۔ (تذکرہ ص:۵۰۴ طبع چہارم)

میر عباس علی شاہ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کا مرید تھا۔ ان کی وفات کے بعد مرزا قادیانی کے دام تذویر میں پھنس کر قادیانی ہوگیا اور نو سال تک قادیانی رہا۔ نو سال کے بعد اللہ پاک نے اسے ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوگیا، جب وہ مرزا قادیانی کا مرید تھا تو اس وقت اس کے ملہم نے مندرجہ بالا الہام کیا۔

نیز بعض عجیب وغریب الہام بھی ہوئے جن کا نہ سر ہے اور نہ پیر، درج ذیل ہے:

بلی کو پھانسی: ’’میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا ایک کبوتر ہمارے پاس ہے وہ اس پر حملہ کرتی ہے۔ بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی۔ تو آخر میں میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے، اور خون بہہ رہا ہے، پھر بھی باز نہ آتی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا شروع کردیا۔ بار بار رگڑتا تھا پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی تو میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں۔‘‘ (تذکرہ:۴۰۲،۴۰۳ طبع چہارم)

مرغ، بکرا، بلی چوہا: چند آدمی سامنے ہیں۔ ایک چادر میں کوئی شے ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں، دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں، اور ایک بکرا ہے۔ میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کرکے لے چلا تا کہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے، راستے میں ایک بلی ملی جس کے منہ میں کوئی شے ہے۔ مثل چوہا ہے۔ مگر بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور میں ان مرغوں کو لے کر محفوظ گھر پہنچ گیا۔‘‘ (تذکرہ ص:۴۷۲)

مرغی کے الفاظ: ’’دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے، سب فقرات یاد نہیں رہے، مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا: ’’ان کنتم مسلمین‘‘ اس کے بعد بیداری ہوئی، یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ الفاظ بولے ہیں، پھر الہام ہوا: ’’انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین‘‘ (تذکرہ ص:۴۹۲)

☆☆ .... ☆☆

موسم گرما سے متعلق شرعی ہدایات

مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک موسمیاتی تبدیلی اور ماحولیاتی تغیر ہے،کبھی فضاء میں خنکی بڑھ جانے سے موسم سرد ہوجاتا ہے توکبھی گرم لو چلنے سے حدت پیدا ہوجاتی ہے،کبھی بہاروں کی رُت درختوں کو سرسبز پوشاک سے آراستہ کرتی ہے توکبھی خزائیں ڈیرے ڈال کران سے یہ رونقیں چھین لیتی ہیں،یہ سب خالقِ حقیقی کی تخلیق کے دلفریب مناظر اوراس کی کمالِ صنعت کے مظاہر ہیں جو یہ اعلان کررہے ہیں کہ کوئی ایسی ہستی ہے جونظامِ کائنات کی منظم اورگردشِ ایام کی محرک ہے اس وقت موسم گرما ہم پر سایہ افگن ہے، اس کے متعلق کیا شرعی ہدایات ہیں اوراس کے کون سے دینی و اخلاقی تقاضے ہیں؟ آیئے! قرآن و سنت کی روشنی میں ان پر ایک نگاہ دوڑاتے ہیں۔

خاص نعمتوں پر شکر:

موسمِ گرما اپنی آمد پر مختلف پھلوں اور سبزیوں کے ذائقوں سے روشناس کرواتا ہے، جن کے اَن گنت فوائد ماہرین نے بتائے ہیں، جیسے وٹامن کی کمی کو پورا کرنا،جسم سے فاسد مادوں کا اخراج،کینسر،ذیابیطس اورکئی امراض سے شفاء وغیرہ۔زبان کو لذت اور وجود کو صحت بخشنے والے ان پھلوں اورترکاریوں کا استعمال کرکے انسان کو چاہئے کہ وہ جذبۂ شکر سے لبریز ہوکر اس منعمِ حقیقی ذات کے سامنے سربسجود ہوجائے جس نے اس نئے موسم میں نئے پھل کھانا نصیب فرمائے ہیں۔ موسم کا نیا پھل کھاتے وقت مسنون دعا شریعت میں سکھائی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول تھا کہ جب وہ نیا پھل دیکھتے توکھانے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کوقبول فرماکریوں برکت کی دعا کرتے:

’’اللھم بارک لنا فی ثمرنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وبارک لنا فی مدنا۔‘‘(صحیح مسلم)

نہانے دھونے کا اہتمام:

گرمی کی شدت کی وجہ سے وجود سے پسینے کا نکلنا ایک طبعی امر ہے جو اطباء کی تحقیق کے مطابق جسم میں موجود زہریلے اور فاسد مادوں کو خارج کرکے صحت کی بحالی میں اہم کردارادا کرتا ہے،وزن کوکم کرنے اور مدافعاتی نظام کو فعال کرنے میں بھی اس کا بنیادی رول ہے،لیکن جسم سے نکلنے والا یہ پانی انتہائی بدبودار ہوتا ہے جس سے خودکو اور پاس بیٹھنے والے شخص کوسخت اذیت اٹھانا پڑتی ہے،مروت کی وجہ سے اگرچہ اس کوکچھ نہ کہے لیکن دل میں اس شخص کی نفرت پیدا ہوجاتی ہے،لہٰذا موسم گرما میں دوسروں کو ایذا رسانی میں مبتلا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے اور نہانے دھونے اور صاف ستھرا لباس پہننے کا اہتمام کرنا چاہئے،یہی شریعت کی تعلیم ہے۔ چنانچہ اسلام کے ابتدائی دور میں جب مسجد نبوی تنگ تھی اور چھپر کی چھت تھی جو زیادہ اونچی بھی نہیں تھی تو گرمیوں میں جمعہ کے اجتماع میں پسینے کی بدبو پھیل جاتی تھی،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا: جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لئے آئے تو پہلے غسل کرے۔

(صحیح بخاری)

نمازِ ظہر میں تاخیر:

گرمیوں کے موسم میں نمازِ ظہر کو زوال کے فوراً بعد ادا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اتنی تاخیر سے پڑھنا چاہئے کہ گرمی کی حدت میں قدرے کمی واقع ہوجائے،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب سخت گرمی پڑے تو نماز کوٹھنڈا کرکے پڑھو۔آگے اس کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا: گرمی میں شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے آتی ہے(اور جہنم نے اس لئے سانس لیا کہ ایک دفعہ)آگ نے اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے کہا:اے میرے رب! (گھٹن کی وجہ سے) میرا بعض حصہ بعض حصے کو کھا رہا ہے،اللہ

تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں۔(بخاری مسلم)

نمازِ فجر اور عشاء کی پابندی:

ہمارے ایشیائی ممالک میں موسم گرما میں دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں، دن کا دورانیہ زیادہ ہونے کی وجہ سے کام کاج زیادہ کرنا پڑتا ہے اور تھکاوٹ کی وجہ سے عموماً عشاء کی نماز رہ جاتی ہے، دوسری طرف رات مختصر ہونے کی وجہ آرام کا موقع کم ملتا ہے اور صبح کی نماز نیند کی نذر ہو جاتی ہے، ان دونوں نمازوں میں سستی کرنا انتہائی نامناسب عمل ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاق کی علامت قرار دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین بھی دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے تھے لیکن چونکہ دل میں کفر رکھنے کی وجہ نماز کی اہمیت نہیں تھی اس لئے فجر اور عشاء میں حاضری سے پہلو تہی کرتے تھے، ان کے اس طرزِ عمل کے پیشِ نظر ارشاد فرمایا: ’’بے شک یہ دونوں نمازیں (عشاء اور فجر) منافقین پر تمام نمازوں سے بھاری ہیں اور اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ ان میں کتنا اجر ہے تو تم ان میں ضرور حاضری دو، اگرچہ تمہیں گھٹنوں کے بل آنا پڑے۔‘‘(سنن ابی داؤد)

ستر کا خیال کرنا:

گرمیوں میں جسم کی راحت کے لئے ہلکے پھلکے اور باریک لباس زیبِ تن کئے جاتے ہیں، شرعی طور پر اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن اتنا باریک کپڑا نہ پہنا جائے جس سے اعضاءِ جسم ظاہر ہوں، عموماً دھوپ یا روشنی میں باریک کپڑوں سے جسم نظر آتا ہے، اسی طرح جب باریک کپڑے پہن کر نہایا جائے تو کپڑوں کے جسم کے ساتھ چپک جانے کی وجہ سے بھی ستر ظاہر ہوتا ہے، غرضیکہ ستر کھلنے کی کوئی بھی صورت ہو اس سے بچنا لازم ہے کیونکہ ستر کھولنا انتہائی غیر اخلاقی، غیر فطری اور غیر شرعی عمل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق سخت وعید ارشاد فرمائی ہے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے (ستر) دیکھنے والے اور دکھانے والے دونوں شخصوں پر لعنت فرمائی ہے۔(مشکوٰۃ)

بلا وجہ دھوپ میں نہ بیٹھنا:

گرمی کی تپش سے بچنے کے لئے کسی درخت یا عمارت کے سائے میں بیٹھنا اور آرام کرنا چاہئے، بلا وجہ دھوپ میں کھڑا ہونا ایک نامناسب طریقہ اور خود کو سزا دینے کے مترادف ہے، اگر کہیں سائے والی جگہ نہ ملے تو سر کو کپڑے سے ڈھانپ لینا چاہئے، قرآنِ کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ جب وہ مصر سے سفر کرتے ہوئے مدین پہنچے تو کنوئیں کے قریب موجود ایک درخت کے سائے میں پناہ لی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی یہی تھا کہ دورانِ سفر کچھ دیر کے لئے رکنا پڑتا تو سائے والی جگہ کا انتخاب فرماتے، حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ دھوپ میں بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ لیا تو فرمایا: ’’سائے میں آجاؤ! اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے درخت کے نیچے جہاں لوگ سایہ حاصل کرنے کے لئے رکتے ہوں، پیشاب پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس غیر مہذب عمل کو موجبِ لعنت قرار دیا ہے۔‘‘(مسند احمد)

کیڑوں مکوڑوں سے حفاظت:

موسم گرما میں اکثر موذی جانور جیسے سانپ، بچھو وغیرہ اور کیڑے مکوڑے نکل آتے ہیں، ان سے بچاؤ کے لئے صفائی ستھرائی کا خیال کرنا ضروری ہے، اس موسم میں کھیتوں میں بلاضرورت چلنے اور نہروں اور کھالوں اور کھیتوں کی پگڈنڈیوں پر بلا وجہ بیٹھنے سے احتیاط کرنی چاہئے تاکہ کوئی موذی جانور نہ ڈس لے، اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھیں تاکہ کوئی کیڑا مکوڑا اس میں نہ گر جائے۔

ٹھنڈا پانی پلانا:

گرمی سے بے حال لوگوں کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام کرنا خواہ وہ کولر بھر کر رکھنے کی صورت میں ہو یا پانی کی ٹینکی لگوانے کی صورت میں ہو، انتہائی مبارک عمل اور خدمتِ انسانیت کی اعلیٰ مثال ہے، یہ وہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’جو کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا، جو کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو نہایت نفیس شرابِ طہور پلائے گا جس پر غیبی مہر لگی ہوگی اور جو کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز جوڑے پہنائے گا۔‘‘(سنن ابی داؤد)

جانوروں کا خیال کرنا:

جانور بے زبان ہوتے ہیں، اللہ نے ان میں اپنی ضرورت اور تکلیف کا اظہار کرنے کی صلاحیت نہیں رکھی، اس لئے ان کی ضروریات کا

خیال کرنا اور تکلیف دور کرنا مالک کی ذمہ داری ہے ،بالخصوص گرمیوں کے موسم میں جس طرح انسانوں کو زیادہ پیاس لگتی ہے اور دھوپ میں کھڑے ہونے سے تکلیف ہوتی ہے،یہی معاملہ جانوروں کے ساتھ بھی ہے،لہٰذا ان جانوروں کا یہ حق ہے کہ اگر مالک ان سے کام لیتا ہے تو ان کی بھوک پیاس اور دھوپ چھاؤں کا بھی خیال کرے،خدانخواستہ ان کی ضروریات کا خیال نہ کیا تو قیامت کے دن جس طرح انسانوں کے حقوق کا حساب دینا پڑے گا اسی طرح جانوروں کے بارے میں کی گئی حق تلفی پر جوابدہ ہونا پڑے گا۔

☆☆ .... ☆☆

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کا

تین روزہ دورۂ لاڑکانہ ڈویژن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ دامت برکاتہم ۱۸؍مئی ۲۰۲۳ء بروز جمعرات کو تین روزہ دورے پر لاڑکانہ تشریف لائے۔اس موقع پر سید انوارالحسن اور عزیزی حافظ صہیب مصطفیٰ بھی ہمراہ تھے۔حضرت مولانا مدظلہ نے لاڑکانہ، امروٹ شریف اور شکار پور کی مساجد و مدارس میں ’’عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر دروس اور بیانات کئے،علمائے کرام و مشائخ عظام سے ملاقاتیں کیں۔اکابر مشائخ کے مزارات پر حاضری دی،جس کی مختصر روئیداد درج ذیل ہے:

☆.....حضرت مولانا دامت برکاتہم نے ۱۸؍مئی ۲۰۲۳ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب حضرت مولانا مجاہد کبیر کی زیرنگرانی مدنی مسجد رسول آباد لاڑکانہ میں درس ختم نبوت دیا۔اس موقع پر حافظ کلیم اللہ نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔

☆..... بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی الٰہ آباد میں حضرت مولانا شعیب چانڈیو کی زیرنگرانی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی،جس میں مولانا عبدالقیوم گوپانگ،محترم جناب اعظم بھٹو،راقم الحروف کے علاوہ مقامی علمائے کرام اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔حضرت مولانا دامت برکاتہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے گمراہ کن کفریہ عقائد پر تفصیلی بیان فرمایا اور سامعین کو قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی ترغیب دی۔

☆.....رات آپ نے ساتھیوں سمیت حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کے جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن والحدیث دودائی روڈ لاڑکانہ میں قیام فرمایا۔

☆.....۱۹؍مئی ۲۰۲۳ء بروز جمعہ صبح دس بجے جناب محمد امجد صدیقی ایڈووکیٹ اور جناب محمد ارشد صدیقی ایڈووکیٹ نے حضرت مولانا مدظلہ سے ملاقات کی۔

☆.....جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن کی جامع مسجد میں حضرت دامت برکاتہم نے جمعہ کا خطبہ دیا۔نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر آرام کیا۔

☆.....شام چار بجے لاڑکانہ سے درگاہ امروٹ شریف کے لئے سفر شروع کیا۔یہاں پہنچ کر حضرت مولانا سائیں سراج احمد شاہ امروٹی اور حضرت مولانا مفتی سید رشداللہ شاہ امروٹی سے ملاقات کی۔بعد نماز عصر امروٹ شریف کی تاریخی مسجد کی زیارت کی۔امام انقلاب حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ کے مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی،بعد ازاں عازم شکار پور شہر ہوئے۔

☆..... بعد نماز مغرب مدرسہ اشرفیہ شکار پور میں حضرت دامت برکاتہم نے درس ختم نبوت دیا،جبکہ تلاوت قاری منیب احمد سومرو نے کی۔

☆..... بعد نماز عشا مدرسہ دارالعلوم رحمانی گڑی یاسین روڈ شکار پور میں ختم نبوت کانفرنس میں حضرت مولانا مدظلہ نے عقیدہ ختم نبوت پر بیان فرمایا۔حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی صاحب دامت برکاتہم درگاہ بیر شریف سے ملاقات کی۔

☆.....رات کا قیام مدرسہ اشرفیہ میں کیا،مولانا محمد یوسف سومرو صاحب اور مولانا قاری منیب احمد سومرو صاحب سے بھی ملاقات رہی۔

☆.....۲۰؍مئی ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ صبح نو بجے ڈگری کالج شکار پور میں ختم نبوت پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔چنانچہ آپ نے کالج کے پروفیسرز،لیکچررز اور طلبا سے خطاب کیا۔بعد ازاں مدرسہ جامعہ حسنین میں جانا ہوا،جہاں اساتذۂ کرام نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔علاوہ ازیں تبلیغی جماعت کے مرکز جامع مسجد ابراہیم میں بھی اساتذہ اور طلبا کے اجتماع میں درس ختم نبوت دیا۔

☆.....بعد نماز ظہر حضرت مولانا علی محمد سندرو کی سرپرستی اور حضرت مولانا محمد عزیر احمد سندرو کی زیرنگرانی مدرسہ جامعہ بنوری حزب ابرار رحیم آباد میں ’’ختم نبوت‘‘ کے موضوع پر جلسہ منعقد کیا گیا،جس میں مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے بیان کیا،اس طرح یہ تین روزہ دورہ مکمل ہوا۔

(رپورٹ:...حافظ ظفر اللہ سندھی،مبلغ ختم نبوت لاڑکانہ ڈویژن)

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قُربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قُربانیوں کی بدولت الحمد للہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِ اہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہو چکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دار المبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مُفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
IBAN # PK068ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
IBAN # PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

ترسیلِ زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب — مرکزی ناظمِ اعلیٰ